337

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

تار کا پتہ الفضل قادیان

غلام احمد قادیانی

اِنَّ الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء — عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا

THE ALFAZL
QADIAN

اخبار ہفتہ میں دوبار

فی پرچہ ایک آنہ

الفضل قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی ہے ششماہی للعہ سہ ماہی عہ

جماعت احمدیہ کا مسلّمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۵۵ | مورخہ ۱۵ر جنوری ۱۹۲۶ء | یوم جمعہ | مطابق ۲۹ر جمادی الثانی ۱۳۴۳ھ | جلد ۱۳

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کو ابھی تک گلے کی تکلیف ہے۔ جس کی وجہ سے کھانسی ہوتی رہتی ہے اور بخار کی تکلیف بھی رات کو ہو جاتی ہے ۔

۱۲ر جنوری ۱۹۲۶ء۔ مولوی محمد الدین صاحب مبلغ امریکہ کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ نے دعوت دی جس میں اور بھی بہت سے اصحاب مدعو تھے۔

مولوی صاحب موصوف کو ۱۰ر جنوری احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن نے ۔ ۱۱ر جنوری طلباء مدرسہ احمدیہ نے اور ۱۲ر کو طلباء ہائی سکول اور سٹاف نے دعوت چائے دی اور ایڈریس پیش کئے۔ جن کے جواب میں مولوی صاحب نے تقریریں کیں۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی تقریریں فرمائیں ۔

۱۳ر جنوری ڈپٹی کمشنر صاحب گورداسپور قادیان تشریف لائے۔ قصبہ سے باہر جماعت احمدیہ کے چند معززین نے استقبال کیا۔ صاحب موصوف نے ہر دو سکولوں اور دفاتر وغیرہ کا معائنہ فرمایا۔

بلادِ مغربی میں تبلیغ احمدیت

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی ایک تقریر

۱ر دسمبر ۱۹۲۵ء تعلیم الاسلام ہائی سکول کے اولڈ بوائز کی ایسوسی ایشن نے جناب مولوی محمد الدین صاحب بی اے مبلغ احمدیت کو ان کے امریکہ سے واپس تشریف لانے پر گارڈن پارٹی دی۔ اور انگریزی میں ایڈریس پیش کیا جس میں آپ کی دینی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے آپ کی آمد پر خوشی اور مسرت کا اظہار کیا۔ اس کے جواب میں جناب مولوی صاحب موصوف نے بھی انگریزی میں مختصر سی تقریر کی۔ جس میں ایسوسی ایشن کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اپنی تبلیغی خدمات کا کسر نفسی کے رنگ میں ذکر کیا۔ اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے حسب ذیل تقریر فرمائی :-

میں نے ولایت سے واپسی پر اس ایسوسی ایشن سے کہا تھا کہ انگریزی لیکچروں کا سلسلہ جاری رکھا جائے۔ مگر نہ رکھا گیا۔ اس لئے آج مجھے انگریزی میں تقریر کرتے ہوئے جھجک محسوس ہوتی ہے۔ اور میں اردو میں تقریر کرتا ہوں لیکن اردو میں بھی بوجہ حلق کی تکلیف کے زیادہ نہیں بول سکوں گا ۔

سب سے پہلے تو میں یہ کہتا ہوں کہ جسے ایڈریس دینا ہو۔ اسے ایڈریس کی کاپی پہلے پہنچا دینی چاہیئے تاکہ وہ اس کا جواب بھی دے سکے ۔ ایڈریس دینے والوں کی طرف سے ایڈریس میں جو کچھ کہا گیا ہے۔ اس کے متعلق میں کچھ نہیں کہنا چاہتا کیونکہ میں خود بھی اولڈ بوائز میں شامل ہوں مگر اس کا وہ جواب جو پروفیسر محمد الدین صاحب کی طرف سے دیا گیا ہے اس کے متعلق یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جیسا کہ انہوں نے بیان کیا ہے اس سے اتفاق رکھتا ہوں کہ عیسائی ممالک میں جو تبلیغ ہم نے شروع کی ہوئی ہے اس کے متعلق ابھی کام یا عمل کا سوال ہی نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اصولی طور پر جو کچھ ہو رہا ہے ہو رہا ہے یورپ اور امریکہ کے لوگوں کی حالت کو مدنظر رکھ کر یہ خیال کر لینا کہ یورپ اور امریکہ جلد مسلمان ہو جائے گا خلاف عقل خواہش ہے۔ ہم فی الحال وہاں اس اصل کے ماتحت کام کر رہے ہیں کہ ہم آواز بلند کرتے رہیں۔ تا خدا تعالیٰ کی طرف سے تائید اور نصرت کے سامان مہیا ہوں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے۔ بچہ جب روتا ہے تب ماں دودھ دیتی ہے۔ ہمارے امریکہ اور یورپ کے مشن بھی بچہ کی طرح رونا اور چیخنا ہے۔

اور خدا تعالیٰ پر یہ ظاہر کرنا ہے۔ کہ ہم جو کچھ کر سکتے ہیں۔ اور ہم میں جسقدر طاقت [illegible] ہم [illegible] تو ہماری مدد فرما۔ تا یہ کام ہو۔ وہ کام خدا کی خاص نصرت اور تائید کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ اب جو کچھ ہو رہا ہے وہ محض رونا اور چلانا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ میں اپنے ان مبلغین کے کام کی ہتک کرتا ہوں۔ جو ان ممالک میں کام کر رہے یا کر چکے ہیں۔ ایک ایسا شخص جو ہر طرف سے نا امید ہو کر خدا تعالیٰ کے حضور گرتا اس کے آگے چیختا چلاتا اور اس سے مدد مانگتا ہے۔ کوئی عقلمند نہیں کہہ سکتا کہ لغو کام کرتا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ ظاہری اسباب پر نظر رکھنے والے لوگ کہینگے۔ یہ بے فائدہ کوشش ہے۔ اس سے کیا ہو جائیگا لیکن حقیقت حال یہ ہے۔ کہ یہ لغو کام نہیں۔ اگر اس کے بظاہر فوراً نتائج نہیں نکلتے تو اسے ناکامی نہیں کہا جا سکتا ہے کیونکہ اس طرح امید کی جا سکتی ہے کہ اگر جلد نہیں تو بدیر نتائج نکلیں گے۔ پس یورپ یا امریکہ میں جس مبلغ کو بھیجا جاتا ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کے حضور دعا کے ذریعہ اپنی بے بسی اور بے سامانی کا مظاہرہ کرتا ہے تا خدا تعالیٰ کی تائید اور نصرت جوش میں آئے اور خدا خود کامیابی کے سامان پیدا کرے میرے نزدیک یہ بھی ایک کام ہے اور یہ بھی دین کی بہت بڑی خدمت ہے کیونکہ اس کے بغیر کبھی کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ دیکھو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مکہ میں تبلیغ کرتے تھے۔ تو کیا ابتدائی سالوں میں ظاہر بین کہہ سکتے تھے۔ کہ کوئی کامیابی ہوگی۔ کئی سال تک یہی حالت رہی مگر یہ بنیاد تھی آئندہ کامیابیوں کی اور بعد میں جس قدر کامیابیاں حاصل ہوئیں وہ اسی ابتدائی کام کی کوشش کا نتیجہ تھیں پس ہمارے مشن یورپ اور امریکہ میں جو کچھ کر رہے ہیں وہ معمولی کام نہیں۔ بشرطیکہ اسے مسلسل جاری رکھا جائے ابھی چند دن ہوئے میرے پاس عدن سے خط آیا ہے۔ کہ وہاں ۴۴ سال سے عیسائیوں کا مشن قائم ہے۔ جسے اس وقت تک کچھ بھی کامیابی نہیں ہوئی عیسائیوں سے پوچھا جائے۔ کہ پھر تم لوگ کیوں کوشش کرتے ہو۔ تو کہتے ہیں ہمارا کام سنانا ہے۔ ہم سنائے جائینگے۔ حالانکہ ان کے پاس حکومت سامان ہیں۔ آدمی ہیں۔ مگر باوجود اس کے اتنے لمبے عرصہ میں ایک کو بھی عیسائی نہیں [illegible] سکے اور ہمت نہیں چھوڑی عیسائی ہر جگہ اسی ہمت اور کوشش [illegible] ہیں یورپ اور امریکہ میں اپنی بہت ہی محدود اور قلیل کوشش پر جو نومسلم ملے [illegible] خواہ نام کے مسلمان ہی کہا جائے تاہم میں کہہ سکتا ہوں کہ عیسائیوں کو سالہا سال [illegible] اور بیشمار مال صرف کرنے کے بعد جیسے آدمی ملے ان سے ہمارے نومسلم بہت اچھے [illegible] جن لوگوں کو عیسائی بنایا جاتا ہے انکی حالت ہوتی ہے کہ ایک دفعہ والدہ صاحبہ [illegible] انہیں ایک عیسائی عورت ملی جس سے پوچھا گیا۔ تم کون ہو۔ اس نے کہا [illegible] ہیں۔ والدہ صاحبہ نے پوچھا عیسائی کون ہوتے ہیں کہنے لگی ہم اور [illegible] ہوتے ہیں [illegible] یہی حالت ان سب لوگوں کی ہوتی ہے جنہیں عیسائی مشنری اور جن پر بیشمار روپیہ صرف کرتے ہیں اب کوئی نہیں کہہ سکتا کہ [illegible] اس سے عیسائیوں کو بہت فائدہ پہنچ رہا ہے اور آئندہ پہنچیگا [illegible] کو نہ رد کا گیا۔ ہندوستان کے ۹۵ فیصدی عیسائی ہونیوالے [illegible] ادنیٰ درجہ پر ہیں جو یورپ اور امریکہ میں مسلمان ہو رہے ہیں

لیکن باوجود اس کے عیسائیوں کی کوششیں سرگرمی سے جاری ہیں۔ اور ان حالات میں ہمیں انکی نسبت بہت زیادہ کامیابی کی امید ہے اور یقین ہے کہ اسلام ضرور ان ممالک میں قائم ہوگا۔ مگر اس کے لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ ہماری جماعت اپنی ہمت کو قائم رکھے۔ اور خاص کر انگریزی تعلیم یافتہ طبقہ کو کوشش کرنی چاہیئے۔ عام طور پر یہ لوگ ظاہری حالات کو دیکھکر مایوس ہو جاتے ہیں حتیٰ کہ بعض مبلغ بھی سمجھتے ہیں۔ کہ کس طرح کامیابی ہوگی۔ حالانکہ میں ان سے بہت زیادہ اس کام کی حقیقت سے واقف ہوں۔ مگر مجھے کبھی نا امیدی نہیں ہوئی۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا تبلیغی کام عیسائیوں سے ہزار درجہ بڑھکر عمدگی سے ہو رہا ہے۔ اور ان کی نسبت ہزار درجہ زیادہ ہمیں کامیابی کا موقعہ ہے۔

میں اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے چاہتا ہوں کہ اپنی جماعت کو بتاؤں کہ وہ بلاد مغربی میں تبلیغ کے نتائج پر نظر ڈالنے سے پہلے دیکھے۔ کہ ہمارا کام کہاں اور کن حالات میں ہو رہا ہے۔ اب تو یہ حالت ہے۔ کہ مبلغ بھی گھبرا جاتے ہیں۔ کہ کس طرح کامیابی ہوگی۔ کیونکہ ایک شخص آتا ہے مسلمان ہو جاتا ہے۔ اخلاص ظاہر کرتا ہے۔ مگر پھر باقاعدہ نماز بھی نہیں پڑھتا۔ ہم جب ولایت گئے تو ایک نومسلم آیا جس کے متعلق بتایا گیا۔ کہ بہت مخلص ہے۔ وہ تین نمازیں پڑھتا تھا۔ ہم اسے کافی نہیں سمجھتے۔ مگر میرے نزدیک یہ اتنا بڑا تغیر ہے۔ جسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اس قوم کی حالت اور اس ملک کی حالت کو مدنظر رکھکر اگر دیکھا جائے تو یہ بہت بڑا تغیر ہے۔ پس وہاں کی کامیابی کو اس طرح کی کامیابی نہ سمجھا جائے۔ جو ہمیں ہندوستان میں حاصل ہو رہی ہے۔ کہ دین پر جانیں قربان کرنے والے اور مال خرچ کرنے والے پیدا ہو رہے ہیں بلکہ وہاں کے لوگ اگر اپنے حالات میں اسلام کے مطابق کچھ بھی تغیر کرتے ہیں۔ تو یہی کامیابی ہے۔ بعض لوگ جن کی نظر سطحی نتائج پر ہوتی ہے۔ کہتے ہیں وہاں تو روپیہ ضائع ہو رہا ہے۔ مگر سچی بات یہ ہے کہ نہ تو روپیہ ضائع ہو رہا ہے۔ اور نہ ایسی کامیابی حاصل ہو رہی ہے جیسی ہندوستان میں۔ ہاں ہندوستان میں عیسائیوں اور آریوں کو جس قسم کی کامیابی حاصل ہو رہی ہے۔ اس سے بہت بڑھکر ہمیں بلاد مغرب میں کامیابی ہو رہی ہے۔ اور قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ مغربی قوموں کی اصلاح حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں آہستہ آہستہ ہوگی۔

اس موقعہ پر میں نے مناسب سمجھا۔ کہ یورپ میں تبلیغ احمدیت کے متعلق اپنی جماعت پر حقیقت واضح کردوں۔ باقی اس خوشی میں جو ماسٹر صاحب کی واپسی پر ہوئی ہے میں نہ صرف اولڈ بوائے کی حیثیت سے شریک ہوں بلکہ اس لئے بھی کہ یہ کام اللہ تعالیٰ کی طرف سے میرے سپرد ہے۔ اور جو بھائی اس کام میں حصہ لیتے ہیں میں سمجھتا ہوں وہ میرا کام کرتے اور میرا ہاتھ بٹاتے ہیں۔ اس وجہ سے ماسٹر صاحب کی واپسی پر مجھے دوہری خوشی ہے جب کوئی آدمی باہر بھیجا جاتا ہے۔ تو فکر ہی رہتا ہے۔ کہ اگر فوت ہو گیا تو اس کے خاندان میں بہت بڑا تغیر آجائیگا۔ اس لئے جب کوئی واپس آجاتا ہے۔ تو خوشی ہوتی ہے۔ اس وقت میں بھی دعا کرتا ہوں۔ آپ لوگ بھی

سب سے پہلی تار جو ڈاکخانہ قادیان میں پہنچی

قادیان دارالامان کے ڈاکخانہ میں تار برقی لگنے پر سب سے پہلی جو تار پہنچی۔ وہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے نام برادر فقیر محمد صاحب کورٹ انسپکٹر فیروزپور کی تھی۔ جنہوں نے حضور سے دعا کی درخواست کی تھی۔ یہ تار اس وقت پہنچی تھی جبکہ ابھی یہاں سے وہ تار روانہ نہ ہوئی تھی۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بعض بیرونی انجمنوں میں دی گئی۔ اور جو گذشتہ پرچہ میں درج کی جا چکی ہے۔

الفضل کیلئے تار

خدا کے فضل سے قادیان میں اب تار گھر ہے۔ احباب کرام خصوصاً صوبوں اور ضلعوں کے ہیڈ کوارٹر میں رہنے والے احباب اگر ضروری حالات جماعت مقامی و جماعتہائے متعلقہ ملحقہ الفضل کو بھجوا دیا کریں۔ تو ایک دوسرے کے حالات سے سب برادران ملت باخبر رہیں اور باہم رشتہ تودد واتحاد مضبوط و منضبط ہو۔

ہر قسم کی خبریں۔ انجمنوں کے اجلاس۔ مناظرات۔ مباحثات اور کارروائیاں جو سلسلہ کی بہتری و بہبودی و ترقی کے لئے کی جائیں یا ایسے واقعات جو اگرچہ احمدیت سے باہر رہنے والوں میں ہوں مگر کسی نہ کسی طرح سلسلہ کی صداقت پر گواہ ہو سکیں۔ یا ناظرین اخبار کی دلچسپی کا موجب ہو سکیں۔ بھجوانے چاہئیں۔ "الفضل قادیان" رجسٹرڈ پتہ ہے۔ اور اس کے نام کے تار خاص فارم پر لکھ کر دینے چاہئیں۔ ۸ ہم الفاظ صرف ۸ ر میں بھیجے جا سکتے ہیں؛

ایک مخلص خاتون کا انتقال

میری عزیز بھتیجی بھائی مدد علی صاحب احمدی کی اکلوتی لڑکی فہمیدہ خاتون جسکی عمر ۱۲ سال تھی۔ اور شادی کو ڈیڑھ سال ہوا تھا شروع دسمبر ۱۹۲۵ء میں مردہ بچہ پیدا ہونے کے باعث انتقال کر گئی۔ مرحومہ پاک طینت اور خواندہ تھی۔ جناب سکرٹری صاحب انجمن احمدیہ شاہجہان پور کا بیان ہے کہ دوران مقدمہ مسجد میں مرحومہ نے قلمی امداد بعض احمدیوں سے بھی زیادہ دی۔ مرحومہ کو قادیان آنے کا اسقدر شوق تھا کہ مرض کی شدت میں جبکہ زبان ٹھیک کام نہیں کرتی تھی اس نے اپنے شوہر سے دریافت کیا آپ ہمیں قادیان کب لے چلیںگے احباب مرحومہ کیلئے دعا مغفرت فرمادیں۔ چھ ماہ کیلئے مرحومہ کی طرف سے اخبار الفضل مفت جاری کرا دیا گیا ہے۔ خاکسار حافظ سخاوت علی از شاہجہانپور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

یوم جمعہ - قادیان دارالامان - ۱۵ر جنوری ۱۹۲۶ء

روئداد جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ ۱۹۲۵ء

۲۶ر دسمبر ۱۹۲۵ء

پہلا دن - پہلا اجلاس

ذکر حبیب

تقریر ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب

رپورٹ مجلس معتمدین کے بعد جناب مفتی محمد صادق صاحب نے "ذکر حبیب" کے دلکش مضمون سے سامعین کو محظوظ فرمایا۔

حضرت مسیح موعودؑ کی مہمان نوازی

آپ نے فرمایا۔ سب سے پہلے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک ایسی بات سنانا چاہتا ہوں۔ جس سے یہ پتہ چلتا ہے۔ کہ آپ مہمان نوازی کو کس حد تک ضروری سمجھتے تھے۔ اور مہمانوں کی خاطر کس قدر کرتے تھے۔ کیونکہ آپ لوگ مہمان ہیں۔ اور مہمان بھی حضرت مسیح موعودؑ کے۔ میں ایک دفعہ لاہور سے آیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے مکان کے اندر مجھے ایک کمرہ دیا ہوا تھا۔ اس میں میں اترا کرتا تھا۔ عشاء کی نماز کا وقت تھا کہ چند اور بھی مہمان آ گئے۔ ان میں عورتیں اور بچے بھی تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ ان کی مہمان نوازی کا بندوبست کرنا چاہیئے۔ اس وقت یہ انتظام نہیں تھا۔ جو آج نظر آ رہا ہے۔ نہ اس وقت یہ عمارتیں تھیں۔ اور نہ اس وقت لنگر خانہ کا انتظام تھا۔ تمام انتظام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر میں ہی ہوتا تھا۔ اور حضرت ام المومنین رض بنفس نفیس اس کا اہتمام کرتی تھیں۔ اس دن بہت سے مہمانوں کے بے وقت آنے سے حضرت بیوی صاحبہ کچھ ذرا گھبرا گئیں۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک قصہ سنانا شروع کیا۔ میرا کمرہ بھی چونکہ قریب ہی تھا۔ اس لئے میں بھی سنتا رہا۔

پرندے بھی مہمان نوازی کرتے ہیں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت بیوی صاحبہ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ مہمان خدا کی نعمت ہوتا ہے۔ اور مہمان نوازی بڑے ثواب کا کام ہے۔ میں ایک قصہ سناتا ہوں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ پرندے بھی مہمان نوازی کرتے ہیں اور ہم تو انسان ہیں ہمیں کیوں نہ مہمان نوازی کرنی چاہیئے۔ ایک جنگل میں ایک پرندے کا گھونسلہ تھا۔ شام کا وقت تھا اور سردی کا موسم کہ ایک مسافر کو رات پڑ گئی۔ وہ اس درخت کے نیچے آ کر بیٹھ گیا پرندے کے ساتھ اس کی مادہ بھی تھی۔ وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے۔ یہ مسافر جو ہمارے درخت کے نیچے آ کر بیٹھ گیا ہے ہمارا مہمان ہے۔ اور سردی کا موسم ہے۔ بیچارے کے پاس گرم کپڑا نہیں۔ ہم اس کے لئے کیا کریں۔ کہ یہ سردی سے بچ سکے۔ آخر انہوں نے طے کیا کہ ہم اپنا گھونسلہ توڑ کر نیچے پھینک دیں۔ وہ اس سے آگ جلا کر سینک لے گا۔ چنانچہ انہوں نے اپنا گھونسلہ توڑ کر نیچے پھینک دیا۔ اور اس نے تنکوں کو اکٹھا کر کے آگ جلائی اور تاپنا شروع کیا۔ پھر پرندوں نے اس بات پر گفتگو کی۔ کہ یہ بھوکا ہے۔ ہم اسے کھانے کو کیا دیں۔ اس پر انہوں نے یہ صلاح کی۔ کہ ہم اس آگ کے اندر گر جائیں۔ تا کہ یہ ہمیں کھا لے سو انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اور اپنے آپ کو درخت پر سے آگ میں گرا دیا اور بھن گئے۔ جنہیں مسافر نے کھا لیا۔ پس مہمان نوازی تو اس طرح کرنی چاہیئے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی مہمان نوازی

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بذات خود مہمانوں کی بہت تواضع کیا کرتے تھے۔ جب تھوڑے مہمان ہوتے تھے۔ اس زمانہ میں بعض اوقات حضرت مسیح موعودؑ خود سالن اور روٹی اپنے ہاتھ پر اٹھا کر مہمانوں کے لئے لاتے۔ میں نے کئی دفعہ آپ کو دیکھا کہ کوئی مہمان آیا۔ اور آپ بذات خاص اس کی مہمان نوازی پر لگ گئے۔ سالن۔ روٹی۔ پانی وغیرہ سب کچھ اپنے ہاتھ سے اٹھا کر لا رہے ہیں۔ اور یہ اس وقت کی بات ہے۔ جب آپ مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کر چکے تھے۔ دعویٰ سے پہلے بھی آپ کا یہی طریق تھا۔ اور دعویٰ سے بعد بھی جبکہ نسبتاً مہمانوں کی آمد زیادہ ہو گئی۔ آپ کا یہی طریق تھا۔ اور ایک عرصہ تک آپ کا یہی طریق رہا ٭

حضرت مسیح موعودؑ کو اپنے مرید بہت پیارے تھے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے مرید بہت پیارے تھے ۱۹۰۵ء کا واقعہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زلزلہ کی پیشگوئیوں کی بناء پر حضرت ہی کے منشاء اور ایماء سے ہم سب لوگ باغ میں چلے گئے باغ کا انتظام میر صاحب مرحوم (حضرت میر ناصر نواب صاحب) کے ہاتھ میں تھا۔ میر صاحب نے چند چھوٹے چھوٹے پودے لگوائے تھے۔ جنہیں لوگوں کے ادھر ادھر پھرنے سے کسی قدر نقصان پہنچنے کا احتمال تھا۔ اور میر صاحب مرحوم اس سے خفا ہوتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم و مغفور ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے اور بھی دوست تھے۔ کہ میر صاحب آ گئے۔ اور فرمانے لگے ہم نے بڑی مشکل اور بڑی احتیاط کے ساتھ یہ پودے لگائے تھے۔ جو لوگوں کی بے احتیاطی سے خراب ہو جائینگے۔ مولوی صاحب (خلیفۃ المسیح اول) نے فرمایا۔ آپ کو اپنے درخت پیارے ہیں۔ اور مرزا کو اپنے مرید پیارے ہیں ٭

میں حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں

ایک دفعہ میں لاہور سے قادیان آیا میں لاہور میں ملازم تھا۔ صرف تین دن کی رخصت تھی۔ جب بارہ بجے کی گاڑی سے بٹالہ پہنچا۔ تو میں نے اسی جگہ پڑ رہنے کا خیال کیا۔ مگر چونکہ مجھے معلوم تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ عادت ہے کہ بہت کم باہر آتے تھے۔ اس لئے میں نے خیال کیا۔ کہ چونکہ میرا وقت رخصت تھوڑا ہے۔ اور حضرت صاحب کی عادت بہت ہی کم باہر آنے کی ہے۔ معلوم نہیں۔ اس عرصہ میں مجھے ملاقات کا وقت ملے بھی یا نہ۔ اور اگر ملے تو کتنا۔ اس لئے میں ایسا کیوں نہ کروں کہ رات ہی کو قادیان پہنچ جاؤں۔ پس میں رات ہی پیدل چل پڑا۔ اور جب قادیان سے دو میل کے فاصلہ پر تھا تو میرے دل میں آیا کہ میں دعا کروں کہ اے خدا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس بیٹھ کر کام کرنے کا مجھے موقعہ دے۔ میں یہاں آ کر چھوٹی مسجد میں سو گیا۔ نماز کے بعد میں نے مصافحہ کیا تو مجھے دیکھ کر فرمانے لگے۔ آپ آ گئے ہیں۔ کل ہی ایک انجیل کی تفسیر روس میں آئی ہے۔ اب آپ یہ کتاب سنا کر ہی جائیں۔ میں دل میں خوش ہوا۔ کہ خدا نے میری دعا قبول کی اور حضرت صاحب کے پاس بیٹھنے کا موقعہ مل گیا۔ حضور مجھے اندر لے گئے۔ اور میں نے تفسیر سنانی شروع کر دی۔ اسی دوران میں کھانا آیا۔ اور حضور نے مجھے کھانا کھانے کا ارشاد فرمایا۔ جب میں نے کھانا شروع کیا۔ تو ظہر کی اذان ہونے لگی۔ اس وجہ سے میں جلدی جلدی کھانے لگا۔ آپ نے فرمایا۔ میں جب تک باہر نہ جاؤں گا نماز نہیں ہو گی۔ اور میں تمہارے پاس بیٹھا ہوں۔ تم آرام سے کھانا کھاؤ۔ غرض تین دن صبح سے شام تک حضرت صاحب اس کتاب کو سنتے رہے۔ تیسرے دن مغرب کے قریب وہ کتاب ختم ہوئی ٭

شرعی رخصتوں پر عمل کرنا چاہیئے

ان دنوں رات کے بارہ بجے بٹالہ سے لاہور گاڑی جاتی تھی۔ میں نے رخصت کی اجازت مانگی۔ تو فرمایا۔ رات کو اکیلے نہ جاؤ

ہم ایک آدمی ساتھ کئے دیتے ہیں۔ اُن دنوں حضرت صاحب کے پاس ایک ملازم تھے۔ وہ جلدیں بنایا کرتے تھے کرم داد ان کا نام تھا۔ حضرت صاحب نے ان کو بُلا کر کہا۔ تم منشی صاحب کے ساتھ بٹالہ تک جاؤ۔ چونکہ رمضان کا مہینہ تھا۔ اس لئے حضرت صاحب نے اُسے یہ بھی فرمایا کہ کرم داد کل تم روزہ نہ رکھنا ٭

نجات خدا کے فضل سے ہے

مگر کرم داد صاحب پہلے کسی زمانہ میں وہابی رہ چکے تھے کہنے لگے۔ نہیں۔ مَیں تو ضرور رکھوں گا۔ اس پر [illegible] کے فضل سے ہے۔ اعمال سے نہیں۔ پس خدا کے فضل کو پانا چاہیئے خدا نے یہ فضل کیا۔ کہ ہم کو سفر میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت دی۔ پس ایسے موقعوں پر ہم کو روزے نہیں رکھنا چاہیئے اور اس کی دی ہوئی رخصتوں سے فائدہ اُٹھانا چاہیئے سعادت اسی میں ہے کہ اس کے حکموں کو مانا جائے۔ اور یہ بھی اس کا حکم ہے کہ سفر میں روزہ نہ رکھو ٭

سفر میں قصر حضرت مسیح موعودؑ کی عادت تھی

خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ عادت تھی کہ سفر میں نمازیں قصر کرتے تھے ایسا ہی اگر کوئی دوست روزہ رکھ کر قادیان آتے [illegible] کھانا دریافت کرنے پر جب حضرت صاحب کو معلوم ہوتا کہ یہ روزہ رکھ کر آئے ہیں۔ تو آپؑ فرماتے کہ سفر پر ہو، روزہ کیسا؟

عمدہ چیز ملنے پر سجدہ شکر

حضرت صاحب کی عادت تھی کہ عمدہ چیز ملنے پر سجدہ شکر کیا کرتے تھے اگر کوئی اچھی بات مل جاتی۔ یا کوئی عمدہ اور مفید نکتہ سمجھ میں آجاتا تو خاص سجدے کرتے۔ ایک یا کبھی دو۔ جن دنوں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کتاب "مسیح ہندوستان میں" لکھ رہے تھے۔ اُن دنوں کا واقعہ ہے۔ کہ لاہور سے ایک دوست آئے۔ اُنھوں نے عرض کیا کہ افغانستان میں ایک نبی کی قبر ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ اور تو کوئی نبی اس راہ سے حضرت عیسیٰؑ کے سوا نہیں آیا مگر تاریخوں کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض لوگوں نے کسی نبی یا کسی اور بزرگ کے بیٹھنے کی جگہ پر بھی قبر کا نشان بنا دیا ہے۔ شاید یہ ایسا ہی ہو کہ جس جگہ حضرت عیسیٰؑ اس ملک میں آکر بیٹھے ہوں۔ وہاں پر ان لوگوں نے ان کے چلے آنے کے بعد قبر کا نشان بنا دیا ہو۔ اس شخص نے عرض کی۔ حضور وہاں تو مشہور ہے کہ یہ لامک نبی کی قبر ہے ٭

لامک اور آسف کے معنے

یہ سُنکر حضرت صاحب نے مجھے فرمایا۔ لغت عبرانی لاؤ۔ مَیں گیا اور عبرانی کی لُغت لے آیا۔ جب دیکھا تو لامک کے معنے لکھے ہوئے تھے "کلکٹر" یعنے جمع کرنے والا۔" اور انجیل سے معلوم ہوتا ہے۔ یہ حضرت عیسیٰ کا ہی ایک نام ہے۔ اور خود بھی انہوں نے فرمایا ہے۔ میں بنی اسرائیل کی گم شدہ بھیڑوں کو جمع کرنے آیا ہوں۔ آسف کے بھی یہی معنے ہیں۔ یہ سنکر فوراً آپؑ سجدہ میں گر گئے اور [illegible] لمبا کیا کہ جب بہت دیر گذری۔ تو مَیں نے خیال کیا۔ کہ شاید آپ اُٹھ بیٹھے ہوں۔ مَیں نے سر اٹھا کر دیکھا تو آپ بدستور سجدہ میں تھے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد میں نے دیکھا پھر بھی آپ سجدہ میں تھے۔ حتیٰ کہ میں بار بار دیکھتا۔ مگر جب دیکھتا آپ کو سجدے ہی میں دیکھتا۔ آخر بہت دیر کے بعد آپؑ نے سجدہ سے سر اُٹھایا۔

ہر دُعا سے پہلے سورہ فاتحہ کی تلاوت

عام طور پر حضور دُعا بیت الدعا میں ہی کیا کرتے۔ مگر باہر بھی کبھی کبھی کیا کرتے تھے۔ جب باہر کرتے تھے۔ تو میں نے نوٹ کیا کہ آپ ہر دُعا کے پہلے سورہ فاتحہ پڑھتے۔ پھر اپنی زبان میں دُعا کیا کرتے ٭

رفع یدین اور آمین بالجہر

ہم کثرت سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس رہے ہیں۔ رفع یدین اور آمین بالجہر آپ نے کبھی نہیں کی۔ لیکن اگر جماعت کے اندر کوئی ایسا کرتا تو آپ اسے روکتے بھی نہ تھے۔ [illegible] ہماری مسجد میں نماز ایسی ہوتی تھی جیسے تمام فرقوں کے لوگوں کی نمازیں ہو رہی ہیں۔ اور کوئی کسی کو روکتا نہیں تھا۔ کوئی اگر زیر ناف ہاتھ باندھے کھڑا ہے تو کوئی بالائے ناف باندھے ہوئے ہے۔ اور کسی نے سینہ پر ہاتھ باندھے ہیں اور اگر کھلے ہاتھ چھوڑ کر پڑھنے والا بھی کوئی آجاتا۔ تو پڑھ سکتا۔ اور خود حضرت مسیح موعودؑ سینہ سے ذرا نیچے ہاتھ باندھتے اور کلائی کے نصف تک ہاتھ لیجا کر باندھتے ٭

مسیح موعودؑ کی سخاوت اور ہمدردی

حضرت مسیح موعودؑ کی سخاوت بھی بے انتہا تھی۔ اور وہ صرف اپنوں ہی کے لئے نہیں۔ بلکہ بیگانوں کے لئے بھی ہوتی تھی۔ حضور ادویات بھی بنایا کرتے تھے۔ اور علاج بھی کیا کرتے تھے۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دفعہ بیمار ہو گئے۔ آپؑ نے خود ان کا علاج شروع کیا۔ آپؑ ایک دوائی بنا کر لاتے اور فرماتے۔ مولوی صاحب یہ پی لو۔ مولوی صاحب پی لیتے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپؑ ایک اور دوائی بنا کر لاتے وہ بھی پلا دیتے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد ایک اور دوائی بنا کر لاتے اور وہ بھی پلا دیتے۔ غرض آپ نے کئی دفعہ ایسا ہی کیا اور ہر بار نئی دوائی بنا کر لاتے۔ اور فرماتے۔ مولوی صاحب یہ بھی پی لیجئے۔ اسپر ایک صاحب نے عرض کی۔ کہ یہ اطبا کی رائے کے برخلاف ہے۔ کہ ایک دوائی کا اثر دیکھے بغیر دوسری دوائی دی جائے۔ حضور نے فرمایا یہ تو طبیبوں کی باتیں ہیں۔ ہم تو اس لئے زیادہ دوائیں دیتے ہیں کہ انسان یہ نہ کہے۔ کہ فلاں دوائی نے فائدہ دیا۔ بلکہ یہ کہے کہ خدا ہی نے فائدہ دیا ٭

صادق کا علاج

میں ایک دفعہ بیمار ہُوا۔ فرمایا۔ ہم دوا کرینگے۔ اور ہر روز ایک گولی بنا کر بھیج دیتے۔ مَیں نے یہ دیکھ کر کہ حضور کو ہر روز گولی بنانے اور بھیجنے میں تکلیف ہوتی ہو گی۔ عرض کی۔ حضور نسخہ بتا دیں۔ تو میں خود تیار کر لیا کروں مگر حضور خود ہی گولی بنا کر ہر روز بھیجتے۔ میری بیماری کی خبر سُن کر میری والدہ صاحبہ یہاں آگئیں۔ اور انہوں نے حضرت صاحب سے عرض کی۔ حضور دُعا کریں۔ کہ صادق کو آرام آجائے۔ یہ سُنکر حضور نے فرمایا۔ مائی جی! صادق آپ کو ہی پیارا نہیں ہمیں بھی پیارا ہے ٭

تازہ بتازہ نشان

ہم نے آپؑ کے روزانہ نشان دیکھے۔ اور ایسے نشان بھی دیکھے کہ صبح کی کہی ہوئی بات شام کو پوری ہو گئی۔ اور شام کی کہی ہوئی بات صبح کو۔ پھر ایسے نشان بھی جو فوراً ظاہر ہوئے۔ ایک دفعہ ایک پولیس آفیسر اچانک قادیان میں آیا۔ اس نے آکر کہا کہ ہم نے مرزا صاحب سے ملنا ہے۔ اسے بٹھا کر ہم نے حضرت اقدسؑ کے حضور عرض کی۔ کہ کپتان پولیس ملنے آیا ہے۔ جب حضرت صاحب تشریف لائے تو اس نے کہا۔ ہم ایک ضروری بات پوچھنے کے لئے آئے ہیں۔ اس کے ہاتھ میں ایک نوٹ بک تھی۔ وہ اس کی ورق گردانی کرتا رہا اور ساتھ ساتھ کہتا رہا۔ ایک ضروری بات ہے بہت ہی ضروری بات ہے جو پوچھنی ہے۔ اس نے ہر چند تلاش کی مگر وہ نہ ملی آخر کہنے لگا۔ میں نے اس پاکٹ بک پر نوٹ کی تھی مگر معلوم نہیں کیوں نہیں ملتی۔ آخر اس نے ہیٹ سر پر رکھی اور کہا۔ ول مرزا صاحب ہم جاتا ہے۔ یہ کہکر وہ گھوڑے پر سوار ہو کر چلا گیا ٭

339

واقعہ لیکھرام پر بوقت تلاشی ایک نشان کا ظہور

لیکھرام جب مطابق پیشگوئی مرا۔ تو لوگوں نے شور مچایا۔ کہ مرزا صاحب کی تلاشی ہونی چاہیئے۔ گورنمنٹ جو کہ سب قوموں کی شکایات سنتی ہے۔ اس نے کہا۔ کہ اچھا تلاشی لے لو۔ ہمارا خیال ہے شائد اس وقت کے کپتان پولس تھے۔ جو تلاشی پر متعین کئے گئے۔ وہ بہت سے سپاہیوں کو لے کر قادیان میں آئے اور ادھر ادھر چاروں طرف سے در بندی کر دی۔ اور سیڑھیوں پر کھڑے ہو کر اونہوں نے کہا۔ مجھے حکم ہے۔ کہ آپ کے مکان کی تلاشی لوں۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ ہاں بڑی خوشی سے میں پردہ کرا لوں۔ مگر دو چار قدم ہی جا کر حضرت صاحب اس خیال سے فوراً واپس آ گئے۔ کہ کہیں یہ نہ کہیں۔ کہ اس بہانہ سے اندر جا کر کچھ ادھر ادھر کر دیا ہے۔ اور کہا۔ میں آواز دے دوں گا۔ تو پردہ ہو جائے گا۔ اس پر کپتان پولس حضرت صاحب کے ہمراہ اندر چلا۔ حضرت صاحب کے دالان میں جس میں کہ حضور عام طور پر بیٹھا کرتے تھے۔ ایک کھڑکی تھی۔ اور اس کھڑکی میں سے گذر کر اندر جانا تھا۔ جیسا کہ انگریزوں کی عادت ہوتی ہے۔ کپتان پولس نے بھی ٹوپی اتاری ہوئی تھی۔ وہ جب ننگے سر اس کھڑکی میں سے گذرنے لگا۔ تو ابھی وہ گذر نہیں چکا تھا۔ کہ اس نے سر اونچا کیا۔ جس سے دروازہ کی لکڑی اس کے سر میں لگی۔ اس پر وہ سر ملتے ملتے وہیں بیٹھ گیا۔ حضرت صاحب نے دریافت فرمایا۔ دودھ وغیرہ منگوائیں۔ لیکن اس نے انکار کر دیا غرض چند لمحوں کے بعد وہ سر کو ملتے ہوئے اندر گیا۔ انسپکٹر نے پہلے ایک ٹرنک کھولا۔ کپتان سر کو ملتا جاتا اور کہتا رہنے دو۔ اس میں کچھ نہیں ہو گا۔ پھر اسی طرح اس نے دوسرا ٹرنک کھولا۔ اس پر بھی اس نے یہی کہا۔ چھوڑ دو۔ اس میں کچھ نہیں ہو گا۔ پھر وہ تھوڑے سے کاغذات لے کر باہر نکل آئے ؁

عربی زبان کی خوبی

ایک دفعہ ایک عیسائی حضرت صاحب کی ملاقات کے لئے آیا۔ وہ بیرسٹر بھی تھا۔ باتوں ہی باتوں میں انگریزی اور عربی زبان پر گفتگو چل پڑی۔ کہ ان دونوں میں سے کونسی مختصر اور جامع زبان ہے۔ جب اس نے اس پر اصرار کیا۔ کہ یہ تعریف صرف انگریزی زبان کی ہے۔ کہ وہ مختصر بھی ہے۔ اور جامع بھی۔ تو حضرت صاحب نے کہا۔ بھلا بتاؤ انگریزی میں "میرا پانی" کو کیا کہتے ہیں۔ حضرت صاحب انگریزی نہیں جانتے تھے۔ یہ خدا نے ہی ان کی زبان سے کہلوا دیا۔ اس نے کہا۔ انگریزی میں "میرا پانی" کو "مائی واٹر" (My water) کہتے ہیں۔ اس پر حضرت صاحب نے فرمایا۔ دیکھو۔ عربی میں "میرا پانی" کو صرف "مائی" کہتے ہیں۔ اور واٹر اس کے ساتھ لگانے کی ضرورت نہیں۔ اس پر وہ خاموش ہو گیا ؁

خدام پر نرمی

آپ (ع) کی عادت تھی۔ کہ خدام پر ہمیشہ نرمی کرتے تھے۔ خدام سے مراد آپ کے تنخواہ دار نوکر ہیں۔ حامد علی صاحب کو بہت سے دوست جانتے ہیں۔ جو اب فوت ہو گئے ہیں۔ وہ خادم مہمان خانہ بھی تھے۔ اور بچپن سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس نوکر تھے۔ تین روپیہ ماہوار تنخواہ آپ کو ملتی تھی۔ وہ بیان فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں اکثر رات کے وقت حضرت صاحب کو مٹھی چاپی کیا کرتا۔ اور پاؤں دبایا کرتا تھا پاؤں دباتے دباتے مجھے اونگھ آ جاتی۔ اور میں بھی اسی بستر میں جس میں حضرت صاحب سوئے ہوتے سو جاتا تو پچھلی رات جب تہجد کے لئے حضرت صاحب بیدار ہوتے۔ تو اس طرح چپکے سے چارپائی سے اٹھتے۔ کہ مجھے خبر نہ ہونے دیتے اور اٹھ کر سارا لحاف مجھے اوڑھا دیتے۔ اس طرح میں حضور ہی کے بستر میں سویا رہتا حتےٰ کہ جب صبح کی نماز کا وقت ہو جاتا۔ تو اس وقت حضور مجھے اٹھاتے۔ کہ حامد علی اٹھ کر صبح کی نماز پڑھ لو۔

اسی طرح زنانہ میں ایک عورت تھی۔ جو کسی حد تک دیوانہ بھی تھی۔ اس نے ایک دفعہ چاولوں والے برتن سے کچھ چاول نکال لئے۔ بعض بچوں نے اسے ایسا کرتے ہوئے دیکھ لیا۔ اور شور مچا دیا۔ یہ چوٹی ہے۔ اس نے چاول چرا لئے۔ حضرت صاحب نے جب بچوں کا شور و غل سنا۔ تو دریافت فرمایا۔ اور جب حقیقت حال معلوم ہوئی۔ فرمایا جانے دو۔ بھوک لگی ہو گی۔ کچھ اور دیدو ؁

تلاوت قرآن

اور لوگ تو کوئی مضمون لکھیں۔ تو مختلف کتابیں دیکھتے اور ادھر ادھر سے اپنے مطلب کی باتیں اخذ کر کے مضمون لکھتے ہیں۔ اور کبھی قرآن شریف کو بھی دیکھ لیتے ہیں۔ لیکن حضرت صاحب کو میں نے دیکھا ہے۔ مضمون لکھنا ہو یا کوئی کتاب۔ تو اس سے قبل آپ بالضرور مقدم طور پر قرآن شریف کو پڑھتے۔ اور اکثر دفعہ میں نے دیکھا۔ کہ سارے کا سارا قرآن شریف پڑھتے اور خوب غور و خوض فرماتے پھر کچھ لکھتے گویا آپ (ع) کی ہر تحریر قرآن شریف پر مبنی ہوتی۔ جس کا مطلب دوسرے الفاظ میں یہ ہے۔ کہ آپ نے جو کچھ لکھا۔ وہ قرآن ہی کے مطالب بیان کئے ؁

سورہ فاتحہ سے آپ کا خاص تعلق

اگرچہ سارے قرآن شریف کے ساتھ آپ (ع) کو تعلق تھا۔ لیکن بالخصوص سورہ فاتحہ کے ساتھ آپ کو بہت تعلق تھا۔ کوئی مضمون ایسا نہیں۔ جس میں آپ نے سورہ فاتحہ سے کچھ نہ کچھ استنباط اور استدلال کر کے پیش نہ کیا ہو۔ اعجاز المسیح نام ایک کتاب سورہ فاتحہ کی تفسیر میں عربی زبان میں لکھی۔ ایسا ہی براہین احمدیہ میں بھی ایک حصہ سورہ فاتحہ کی تفسیر پر صرف فرمایا۔ اور اور جگہوں پر بھی بالخصوص اس کی تفسیر و مطالب کو بیان فرمایا ؁

میرے دل میں اس پر خیال آیا۔ کہ حضرت صاحب کو جو سورہ فاتحہ کے ساتھ اتنا تعلق ہے۔ ضرور ہے۔ کہ پہلی کتابوں میں اس تعلق کا ذکر ہو۔ چنانچہ مکاشفات میں مجھے ایسی ہی ایک پیشگوئی ملی۔ کہ اس موعود کا سورہ فاتحہ کے ساتھ گہرا تعلق ہو گا۔ جب میں نے اس کتاب کو دیکھا۔ تو میں نے یقین کر لیا۔ کہ اس تعلق کا پہلے ہی بیان کیا گیا تھا ؁

بعد ازاں مجھے ایک الہام تلک اٰیٰت من اٰیات ربک کریم ہوا۔ میں نے اس سارے ماجرا کو حضرت صاحب سے عرض کیا۔ آپ سیر کو جا رہے تھے۔ مولوی نور الدین صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ بھی ساتھ تھے۔ مولوی صاحب اکثر پیچھے رہ جایا کرتے تھے۔ حضرت صاحب نے جب کبھی کوئی بات کرنی ہوتی۔ تو کھڑے ہو جاتے۔ اور جب مولوی صاحب پاس پہنچ جاتے۔ تو جو کچھ کہنا ہوتا۔ حضور فرماتے اس موقعہ پر بھی مولوی صاحب چند قدم پیچھے تھے۔ جب میں نے عرض کی۔ تو حضرت صاحب کھڑے ہو گئے۔ اور جب مولوی صاحب قریب پہنچ گئے۔ تو فرمانے لگے مفتی صاحب کیا کہتے ہیں۔ میں نے یہ حوالہ پیش کیا تھا ؁

مکاشفات میں سورہ فاتحہ کا ذکر

یہ یوحنا نبی کا کشف ہے۔ جس نے دیکھا آسمان سے ایک فرشتہ نازل ہوا۔ اس کا نام میکائیل ہے بعض انجیل لکھتا ہے۔ کہ رویا میں اگر میکائیل دیکھا جائے۔ تو اس کا مطلب مسیح کی آمد ہے۔ اس فرشتہ کا ایک پاؤں زمین پر ہے۔ اور دوسرا سمندر پر ہے۔ مفسر اس کا مطلب یہ لکھتا ہے۔ کہ اسکی تبلیغ بحر و بر میں پھیل جائے گی۔ یعنی دنیا کے کونے کونے میں پھیل جائے گی۔ پھر انجیل میں لکھا ہے۔ کہ اس فرشتہ کے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی کھلی ہوئی کتاب ہے

؎ دیکھو مکاشفات یوحنا باب ۱ ؁

عنسر انجیلی اپنی عقیدت کی بنا پر لکھتا ہے۔ کہ وہ تو بائبل ہی ہوگی۔ کہ شاید زمین و آسمان اور بحر و بر کو گھیر لے۔ مگر یہ اس کی عقیدت ہے۔ بائبل پر وہ نشانیاں ہرگز چسپاں نہیں ہوتیں۔ جو اس کتاب کی لکھی ہیں۔ جو اس فرشتہ کے ہاتھ میں یوحنا نے دیکھی۔

فاتحہ کی عبرانی فتوحہ ہے

جسے عربی میں فاتحہ کہتے ہیں اسے عبرانی میں فتوحہ کہتے ہیں۔ یوحنا نے بتایا ہے۔ اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی کتاب ہے۔ سورہ فاتحہ کو ام الکتاب بھی کہتے ہیں۔ اس نے یہ بھی بتایا۔ کہ اس میں سے سات آوازیں نکلیں۔ یہ سات آیات ہیں۔ جو سورہ فاتحہ کی ہیں۔ اور جن کے سبب اس کا نام سبع مثانی بھی ہے۔ پھر وہ کہتا ہے میں نے چاہا۔ کہ انہیں لکھ لوں۔ مگر فرشتہ نے کہا مت لکھو۔ یہ ابھی سربمہر رہیں گی۔ اس وقت ابھی قرآن شریف نازل نہیں ہوا تھا۔ اور قرآن سے پہلے وہ ظاہر نہیں ہو سکتی تھیں۔ ایسا ہی اور بہت سی باتیں ہیں۔ جو بتلاتی ہیں۔ کہ یہ نشانیاں بائبل کی نہیں۔ بلکہ سورہ فاتحہ کی ہیں۔ اور ان سب باتوں پر نظر کرنے سے یہ بات پورے طور پر واضح ہو جاتی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سورہ فاتحہ کے ساتھ ایک گہرا تعلق تھا۔ اور اس کی خبر پہلے لوگوں کو بھی دی گئی تھی۔

لفظ "نبی" کا استعمال

بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے نام کے ساتھ نبی کا لفظ استعمال نہیں کیا۔ مگر یہ درست نہیں۔ ایک موقعہ میں بتاتا ہوں۔ پگٹ نامی ایک شخص لنڈن کا رہنے والا تھا۔ اس نے دعوے کیا۔ کہ میں مسیح موعود ہوں۔ حضرت صاحب کو جب اس کا حال معلوم ہوا۔ تو آپؑ نے فرمایا۔ اس کے مزید حالات منگواؤ۔ اور جب سب حالات آ گئے۔ تو حضرت صاحب نے ایک اشتہار لکھا جو بہت ہی چھوٹا سا اشتہار تھا۔ اور ایسا چھوٹا اشتہار حضرت صاحب نے کبھی نہیں لکھا تھا۔ اس میں حضرت صاحب نے لکھا اے پگٹ تم دعوے کرتے ہو۔ مسیح موعود اور نبی ہونے کا۔ لیکن اس دعوے میں تم سراسر جھوٹے ہو۔ ہمارے سکرٹری کے پاس سب قسم کے کاغذات اور حالات تمہارے پہنچے۔ تم جھوٹے ہو خدا کا مسیح میں ہوں۔ تم ہلاک ہو جاؤ گے اگر تم اس سے توبہ نہ کرو گے اور باز نہ آؤ گے۔ اس قسم کا اشتہار لکھ کر حضرت صاحب نے مولوی محمد علی صاحب کو ترجمہ کے لئے دیا۔ میں بھی وہاں تھا۔ میں اور مولوی محمد علی صاحب نے تعجب کر کے کہا۔ کہ حضرت صاحب نے اتنا چھوٹا اشتہار کبھی نہیں لکھا۔ مولوی محمد علی صاحب کے پاس وہ کاغذ (مسودہ اشتہار حضرت مسیح موعودؑ) موجود ہوگا۔ اگر وہ ظاہر کرنا چاہیں لیکن ممکن نہیں کہ وہ کریں۔ اس اشتہار میں حضرت صاحب نے اپنے نام کے ساتھ النبی لکھا ہے۔ جس کا ترجمہ مولوی محمد علی صاحب نے دی پرافٹ (The Prophet) کیا ہے۔

مولوی نورالدین صاحب سے آپؑ کو بہت محبت تھی

حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خاص محبت تھی۔ وہ سب کچھ چھوڑ کر قادیان آ گئے تھے۔ لیکن ایک دفعہ ثبوت بھی ملا۔ مستورات میں ایک دفعہ بحث ہوئی۔ کہ حضرت صاحبؑ کو مریدوں میں سے سب سے زیادہ محبت کس کے ساتھ ہے۔ کسی نے کسی سے بتائی اور کسی نے کسی سے حضرت ام المومنین نے فرمایا۔ آپ کو سب سے زیادہ محبت مولوی نورالدین صاحب سے ہے۔ حضرت ام المومنین نے فرمایا اس کا امتحان کرو۔ حضرت صاحب اپنے کمرہ میں بیٹھے کچھ لکھ رہے تھے۔ حضرت ام المومنین نے عورتوں سے کہا۔ تم باہر کھڑی سنو۔ میں پوچھتی ہوں۔ وہ اندر گئیں۔ اور عرض کی حضور آپ کے جو سب سے زیادہ پیارے مرید ہیں۔ اتنا کہہ کر چپ ہو گئیں۔ حضرت صاحب اتنا سن کر فرمانے لگے۔ مولوی نورالدین صاحب کو کیا ہوا۔ جلدی بتائیں۔ اس سے معلوم ہو گیا۔ کہ حضرت صاحب کو سب سے زیادہ پیارے مولوی نورالدین صاحبؓ تھے۔

موت کیا شئے ہے

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام گھر میں یہ ذکر کر رہے تھے میں بھی چونکہ اندر ہی کے کمرے میں رہتا تھا۔ اس لئے میں سن رہا تھا۔ حضرت عورتوں کو نصیحت کر رہے تھے۔ موت کا ذکر تھا۔ فرمایا یہ کوئی گھبراہٹ کی بات نہیں۔ موت تو تبدیلئے مکان کی طرح ہے۔ جیسے ایک جگہ سے دوسری جگہ یا ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں یا ایک شہر سے دوسرے شہر جانا ہوتا ہے۔ بظاہر اس قبر سے خوف ہوتا ہے۔ لیکن اس سے کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔

موت کیوں بنائی گئی ہے

فرمانے لگے۔ موت ہر انسان کے لئے کیوں بنائی گئی ہے۔ اس کا ایک مقصد ہے۔ اور وہ ترقی ہے۔ جب تک انسان اس دنیا کو چھوڑ کر دوسری دنیا میں نہیں جاتا۔ یہ ناممکن ہے۔ کہ اسے ترقی حاصل ہو سکے۔ اور وہ مقصد جو اس دنیا میں حاصل ہوتا ہے۔ حاصل ہو سکے۔ وہ جوہر جو روحانی ترقی کا انسان کے اندر رکھا گیا ہے۔ وہ شگفتہ نہیں ہو سکتا۔ جب تک وہ اس جہان میں نہ چلا جائے۔ فرمایا لڑکی پیدا ہوتی ہے۔ ہم اس کی پرورش کرتے ہیں۔ اس کی تربیت کرتے ہیں۔ اس پر روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ لیکن جب وہ ایک خاص عمر تک پہنچتی ہے۔ تو ہم مجبور ہوتے ہیں۔ کہ ہم اس گھر سے نکال کر اسے دوسرے گھر میں پہنچائیں ہم روتے ہوئے اسے دوسرے گھر میں بھیجتے ہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ اس لڑکی میں ایک جوہر رکھا ہے۔ وہ جوہر شگفتہ نہیں ہو سکتا۔ جب تک وہ خاوند کے گھر نہ جائے۔ اسی طرح موت کا حال ہے۔ وہ جوہر جو روحانی ترقیات کا انسان میں رکھا گیا ہے۔ وہ شگفتہ نہیں ہو سکتا۔ جب تک انسان مر کر اس جہان سے دوسرے جہان میں نہ چلا جائے۔

خدا دعائیں سنتا ہے

آپؑ فرمایا کرتے۔ مجھے تو سب سے زیادہ پیاری چیز یہ ہے۔ کہ خدا دعاؤں کو سنتا ہے۔ یہ معمولی بات معلوم ہوتی ہے۔ لیکن جس نے اس کا تجربہ کیا ہو۔ وہ جانتا ہے۔ کہ یہ کتنی قابل قدر بات ہے۔ اور یہ کس قدر اہمیت رکھتی ہے۔ باوجود گناہوں اور بدیوں میں پھنسے ہونے کے پھر بھی ہم خدا کے ہیں۔ اور جب ہم اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہوئے۔ اس کے حضور گرینگے۔ تب ہی وہ ہمیں معاف کر دے گا۔ اور انعام پر انعام کرنا شروع کر دیگا۔ خدا انبیاء کا آنا اسی غرض سے ہوتا ہے۔ کہ وہ اس قسم کا نمونہ پیش کریں اور لوگ خدا کے سامنے رونا اور گڑگڑانا سیکھیں۔ ہمارے بھائیوں کو چاہیئے۔ کہ وہ اپنے آپ کو اس قدر ذلیل نہ سمجھیں۔ کہ ان کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ تم مسیحؑ کے ساتھ ہو۔ خدا تمہاری دعاؤں کو سنے گا۔ پس تم دعا کرتے رہو۔ مانگتے رہو! مانگتے رہو!! اور مانگتے رہو!!! وہ ضرور قبول کرے گا۔ اور دے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس رہ کر جو کچھ ہم نے سیکھا وہ دعا کا ہتھیار ہے۔

استجابت دعاء کا ایک کرشمہ

میں اپنے سفر یورپ کے درمیان جہاز میں جا رہا تھا۔ اور پاسپورٹ کی رُو سے فرانس نہیں اتر سکتا تھا۔ مگر میرا خیال تھا۔ کہ اتروں۔ میں نے افسر جہاز سے کہا۔ مگر اس نے اجازت نہ دی۔ آخر اس نے اس شرط پر اجازت دی۔ کہ تم اتر سکتے ہو۔ مگر اتنا خرچ دے کر۔ میں نے جب اپنے روپے کی طرف نگاہ کی۔ تو جتنا وہاں دینا پڑتا تھا۔ اس سے دو پونڈ کم تھے۔ جو اس سفر میں کسی سے نہیں لے سکتا تھا۔ میں نے دعا کی۔ اے زمین و آسمان کے مالک! اے خشکی وتری کے خالق!! تو قادر ہے۔ تجھے ہر قسم کی طاقت و قدرت حاصل ہے۔ مجھے اس وقت دو پونڈ کی ضرورت ہے۔ تو مجھے یہ دو پونڈ دے۔ تو قادر ہے۔ آسمان سے گرا یا سمندر سے نکال۔ مگر دے۔ میں نے پورے ایمان کے ساتھ دعا مانگی۔ اور یقین تھا۔ کہ خدا دے گا۔ جنگ کی وجہ سے جہاز ایک ایسی جگہ ٹھیر گیا۔ جہاں کبھی نہیں ٹھہرا کرتا۔ میں نے اس خیال سے کہ ممکن ہے۔ جنگ میں ہمارے ملک کے آدمی آئے ہوں۔ افسر سے کہا۔ مجھے خشکی پر جانے کی اجازت دیجئے۔ مگر اس نے کہا۔ یہاں اترنے کی اجازت نہیں۔ ہم تو سمندر کی حالت معلوم کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد میں نے دیکھا۔ ایک کشتی جہاز کی طرف آ رہی ہے۔ میں نے کپتان سے کہا۔ کہ آپ تو کہتے تھے یہاں اترنے کی جگہ نہیں۔ مگر یہ کشتی کیسے آ رہی ہے۔ کہنے لگا

Let it come near we will see what it is :

پاس آئے تو پتہ لگے۔ کیوں آرہی ہے۔ جب وہ کشتی جہاز کے قریب پہنچی۔ تو میں نے دیکھا کہ وہ ہمارے بھائی عبدالکریم صاحب تھے۔ انہوں نے کسی طرح سُن پایا کہ میں فلاں جہاز سے ولایت جا رہا ہوں۔ اور یہ معلوم کرکے کہ وہ جہاز فلاں وقت یہاں سے گزریگا آ گئے۔ کپتان نے ان کو جہاز میں آنے کی اجازت دیدی۔ اِدھر اُدھر کی باتوں کے بعد جب وہ جانے لگے تو انہوں نے یہ کہتے ہوئے دو پونڈ میری جیب میں ڈالدئے کہ میں نے کچھ مٹھائی وغیرہ لانی تھی۔ مگر جلدی میں نہ لاسکا۔ اس لئے میں یہ دیتا ہوں۔ میں نے انکار بھی کیا۔ مگر انہوں نے میری جیب میں ڈال دئے۔ پس دعا ایک زبردست ہتھیار ہے۔ اور ہمارے دوستوں کو چاہیئے کہ اسکو مضبوطی سے پکڑیں۔ اور استعمال کریں۔

تہجد کی تاکید

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دعا پر بڑا زور دیتے۔ اور فرمایا کرتے دعا ایک ایسا ہتھیار ہے۔ جو بندوق کو ٹھڑیوں سے بھی اگر چلایا جائے تو کارگر ہوجاتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ تہجد کی بھی بڑی تاکید فرمایا کرتے کیونکہ وہ دعاؤں کی قبولیت کا خاص وقت ہے۔ اس وقت کثرت سے دعائیں کرنے کا موقع ملتا ہے۔ اور قبولیت بھی زیادہ ہوتی ہے حضور ایک دفعہ تہجد کی نماز پر تاکید فرما رہے تھے۔ کہ چودھری حاکم علی صاحب نے عرض کی۔ حضور سردیوں کے موسم میں تہجد کے وقت اٹھنا مشکل ہوتا ہے۔ فرمایا اگر ایسی ہی مشکل ہو تو لحاف کے اندر ہی ہاتھ اٹھا کر دعا کرلیا کرو۔ خدا اس وقت کی دعاؤں کو ضائع نہیں کرتا۔

دعا کس طرح کی جائے

پس دعا کرو۔ اور ضرور کرو۔ ایک بار نہیں دو بار نہیں بلکہ ہمیشہ۔ پھر اس کے لئے یہ بھی ضروری نہیں۔ کہ کوئی خاص ہی وقت ہو۔ اور کوئی خاص ہی حالت ہو۔ تو دعا کی جائے۔ دعا تو ہمیشہ کرسکتے ہو۔ اور ہر حالت میں کرسکتے ہو۔ اور ہر عمل اور فعل میں کرسکتے ہو۔ پھر یہ بھی ضروری نہیں کہ ہاتھ اٹھا کر کی جائے۔ سجدہ میں بھی دعا کرسکتے ہو۔ رکوع میں بھی دعا کرسکتے ہو۔ قیام میں بھی دعا کرسکتے ہو چلتے چلتے بھی دعا کرسکتے ہو لیٹے ہوئے بھی دعا کرسکتے ہو۔ بیٹھکر بھی دعا کرسکتے ہو۔ غرض ہر وقت اور ہر گھڑی اور ہر حالت میں دعا کرسکتے ہو۔ خدا رحیم ہے۔ غفور ہے۔ وہ انسان کی کمزوریوں سے آگاہ ہے۔ پس تم دعا کرتے رہو اور دعا کرتے ہوئے تھکنے کا نام نہ لو

خدا غفور ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک صحابی آیا۔ اور عرض کی کہ کیا گناہ معاف ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ضرور معاف ہوتے ہیں۔ اس نے کہا کہ میرے گناہ تو اس قدر زیادہ ہیں کہ میں ان کا اندازہ ہی نہیں کرسکتا آپ نے فرمایا کہ اگر تیرے گناہ احد پہاڑ سے بھی زیادہ ہیں۔ تو بھی خدا معاف کرسکتا ہے۔ کیونکہ اس کی بخشش اور رحمت اس سے بھی بڑی ہے۔ خدا نے مخلوق ایسی بنائی ہے۔ جو کمزور ہے۔ اور خدا اس کی کمزوری کے سبب اسے چھوڑ نہیں دیتا۔ مگر مخلوق کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ دعا کرتی رہے۔ پس ہر ایک شخص کو چاہیئے۔ کہ وہ دعا کرتا رہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بڑی نصیحت یہی تھی۔ کہ دعا ضرور کیا کرو۔

سادگی

حضرت مدارج کا لحاظ نہ کیا کرتے تھے۔ دوستوں میں دوستوں کی طرح آ بیٹھتے تھے۔ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم ومغفور بھاری جسم کے آدمی تھے۔ اگر وہ بیٹھے ہوتے اور حضرت صاحب بھی آجاتے تو حضرت صاحب ایک طرف ہوکر بیٹھ جاتے۔ اور ایسا اتفاق ہوجاتا کہ اجنبی شخص آکر مولوی صاحب کو سلام کرتا۔ مگر مولوی صاحب اپنی طرف اشارہ کرکے فرمادیتے۔ "میاں یہ منہ مسیح کا ہے ہو جا ادھر جا وہ خدا کا مسیح ہے۔" آپ کی طرز اس قدر سادہ ہوتی کہ کوئی نہ پہچان سکتا کہ آپ کون ہیں۔ جب کوئی ملاقات کے لئے آتا تو آپ فرماتے میں چاہتا ہوں کہ لوگ بار بار آئیں۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ کونسا وقت دعاؤں کی قبولیت کا ہے۔ اور کس وقت کسی کے لئے دعا نکلے۔ اور وہ قبول ہوجائے۔

دعاؤں کی برکت

ہم جو حضرت صاحب کے پاس رہے ہم نے دور دراز کے سفر کئے۔ اور دوسرے کام سرانجام دئے۔ یہ ہماری قابلیتوں کا نتیجہ نہیں۔ بلکہ یہ سب حضرت مسیح موعودؑ کی دعاؤں کا اثر ہے۔ کہ ہم جیسے مردہ زندہ ہوگئے۔ اور نہ صرف زندہ ہوگئے بلکہ زندہ ہوکر کام کرنے کے قابل بن گئے۔ میں خود اپنی حالت کو پیش کرتا ہوں۔ میں مولوی نہیں۔ عربی دانوں میں عربی دان نہیں۔ اور انگریزی خوانوں میں انگریزی خواں نہیں۔ مگر باوجود اس کے مجھ سے خدا نے کام وہ لیا۔ جو عربی دانوں کا تھا یا انگریزی خوانوں کا۔ اس کی وجہ یہ ہے کسی وقت کی دعا میرے حق میں قبول ہوگئی۔

بلاد یورپ کی تبلیغ

حضرت صاحب کو سب سے زیادہ پیاری بات یہ تھی۔ کہ یورپ اور غیر مذاہب کے لوگ اسلام قبول کریں۔ ایک دفعہ مولوی محمد احسن صاحب کا ایک مولوی سے مباحثہ ہوا۔ انہوں نے اپنی کامیابی کی خبر دیکر ایک شخص کو حضرت صاحب کے پاس بھیجا۔ کہ ہم نے یہ کیا وہ کیا۔ اور مولوی کو یوں پچھاڑا اور یوں لتاڑا۔ وہ یہ خوشخبری لے کر آیا اور دروازہ پر دستک دی۔ حضرت صاحب نے مجھے فرمایا۔ دیکھو کون ہے اور کیا کہتا ہے۔ میں نے دریافت کیا تو اس نے کہا کہ میں ایک خوشخبری لے کے آیا ہوں اور خود ہی حضرت صاحب سے عرض کرنا چاہتا ہوں میں نے کہا مجھے بتا دو۔ میں عرض کردوں۔ مگر اس نے اصرار کیا اور اسے اندر بلا لیا گیا۔ اُس نے بیان کیا کہ مولوی محمد احسن صاحب کا فلاں مولوی سے مباحثہ ہوا۔ اور مولوی صاحب نے یہ کیا اور وہ کیا اور اس کی فلاں دلیل کو اس طرح توڑا اور اس کی فلاں بات کو اس طرح رد کیا یہ سن کر حضرت صاحب فرمانے لگے میں نے سمجھا تھا یہ ایسی خوشخبری سنانے آئے ہیں۔ کہ گویا یورپ مسلمان ہوگیا ہے۔

دعا

میرا وقت ختم ہوگیا ہے۔ اسی لئے میں اب اس مضمون کو بند کرتا ہوں۔ مگر پیشتر اس کے کہ میں بیٹھوں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ مبلغین دمشق کے لئے دعا کرنی چاہیئے۔ وہاں جنگ چھڑی ہوئی ہے۔ اور وہ خطرہ سے خالی نہیں ہیں۔ ایسا ہی دوسرے مبلغین کے لئے بھی کہ خدا ان کے کاموں میں برکت ڈالے اور ان کا حافظ وناصر ہو۔ ایسا ہی دوسرے احباب کے لئے بھی دعا کرنی چاہیئے۔ اور بیماروں اور ان لوگوں کے لئے کہ جن پر مقدمے ہیں۔ اور ان کے لئے بھی کہ جن کی کوئی مشکل ہے۔ اور ان کے لئے بھی کہ جن پر قرضوں کا بوجھ ہے۔ خدا ان سب کی مدد فرمائے اس کے بعد نماز ظہر کے لئے جلسہ برخواست ہوا ؂

سوامی دیانند اور راون

پنڈت لیکھرام نے اپنی کتاب کلیات آریہ مسافر میں سوامی دیانند اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقابلہ کرتے ہوئے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ دیانند جی نبی کریمؐ سے (نعوذ باللہ) تمام صفات میں افضل تھے۔ یہ تو ان کی محض خوش فہمی تھی۔ اب سناتنی ہندو دوں کے اخبار نے سوامی جی اور راون کا مقابلہ کیا ہے۔ جسے آریہ صاحبان کو پڑھکر بتانا چاہیئے۔ کہ کیا ایسا شخص رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ بھی نسبت رکھتا ہے۔ ؂ چہ نسبت خاک را با عالم پاک

ذیل میں سوامی جی اور راون جی کی صفات کا مقابلہ کیا گیا ہے

راون	دیانند
برہمن تھا۔	برہمن تھا۔
دکھن میں پیدا ہوا۔	دکھن میں پیدا ہوا۔
دیوتاؤں کا دشمن تھا۔	دیوتاؤں کا دشمن تھا۔
سنیاسی ٹھگی کرنے کو تھا۔	سنیاسی ٹھگی کرنے کو تھا۔
سیتا کے پتی دھرم کو نشٹ کرنا چاہا	استریوں کو گیارہ خصم بتا کر ان کے پتی دھرم کو نشٹ کیا۔
بھگوان رامچندر کو ایشور نہ مانتا تھا	بھگوان رامچندر کو ایشور نہ مانتا تھا
راکھشوں سے محبت تھی۔	راکھشوں کے باد دھرم سے گرے ہوئے سماجیوں سے محبت تھی۔
استری کی وجہ سے مرا۔	ننھی جان کی وجہ سے مرا۔
سنیاس کا کارن بہن تھی۔	سنیاس کا کارن بہن تھی۔
وید بھاشیہ کیا۔	وید بھاشیہ کیا۔
دس سر تھے۔	دس نیم تھے۔
گیارہواں سر گدھے کا تھا۔	گیارہواں سر نیوگ روپی گدھے کا
کیلاش اکھاڑا۔	مہادیو جی کو اکھاڑا۔

منقول از اخبار بھگڑ ۳۱ نومبر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

ایک رؤیا
جماعت احمدیہ کی موجودہ اور آئیندہ حالت کے متعلق

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ

فرمودہ ۸ر جنوری ۱۹۲۶ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ آج میں نے اگر وہ نظارہ نہ دیکھا ہوتا جو میں نے دیکھا ہے۔ تو میں کس موضوع پر خطبہ جمعہ بیان کرتا لیکن اس نظارہ کے دیکھنے کے بعد جو میں نے دیکھا ہے۔ میں سمجھتا ہوں

یہی ضروری ہے

کہ میں اس کے متعلق بیان کروں۔ میں نے متواتر اور بارہا دوستوں کو اس طرف توجہ دلائی ہے کہ ہمارے سامنے کس قدر اہم کام ہے اور اس کے مقابلہ میں ہماری ہمتیں نہایت ہی کمزور ہیں ہمارے سامان بہت محدود ہیں۔ اور ہماری توجہ بٹی ہوئی ہے۔ ان حالات میں ہم اس مقصد کو حاصل نہیں کر سکتے۔ جس کے لئے خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا۔ اور اس منزل تک پہنچنے میں کامیاب نہیں ہو سکتے جو ہم نے اپنے لئے نہیں۔ بلکہ خدا نے ہمارے لئے تجویز کی ہے۔ جب تک انتہائی طاقت اور قوت صرف نہ کر دیں۔

میں آج صبح کی نماز کے بعد کچھ دیر کے لئے لیٹ گیا تو میں نے ایک

عجیب نظارہ

دیکھا۔ اس کے کئی حصے ہیں۔ لیکن چونکہ میرے نزدیک بعض حصوں کا ایسا بیّن تعلق جماعت کے ساتھ نہیں ہے۔ اس لئے میں انہیں چھوڑتا ہوں۔ اور صرف اسی حصہ کو لیتا ہوں جس کا میرے نزدیک جماعت کے ساتھ تعلق ہے۔ اور جس میں جماعت کو اس کے فرائض کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ اور جس میں جماعت کی آئیندہ ترقیات کے متعلق بعض باتیں ہیں۔

ایک لمبی خواب

کے دوران میں میں نے اپنے آپ کو ایک لمبے دالان میں دیکھا جو اتنا ہی لمبا تھا۔ جتنے لمبے دالان بڑے بڑے سٹیشنوں مثلاً لاہور امرتسر۔ دہلی وغیرہ کے ہیں۔ میں اس میں ٹہل رہا تھا کہ میں نے دیکھا۔

خانصاحب منشی فرزند علی صاحب

بھی وہاں آ گئے ہیں۔ جو میرے ٹہلنے کو دیکھ کر اور میری حالت پر نظر کر کے اور میرے بعض افکار سے متاثر ہو کر میرے ساتھ ٹہلنے لگ گئے۔ اور مجھ سے دریافت کیا کہ آپ اس طرح کیوں ٹہل رہے ہیں۔ اسوقت جو خیالات اور افکار میرے قلب میں موجزن تھے۔ میں ان سے متاثر ہو کر جیسا کہ عام قاعدہ ہے۔ کہ جب کوئی انسان نہایت ہی متاثر کر دینے والے افکار اور جذبات پر قابو پانے کی کوشش کر رہا ہوتا ہے۔ اور احساسات کو ابھارنے والے خیالات کی اُدھیڑ بن میں ہوتا ہے۔ تو بسا اوقات وہ اپنی طاقت کا ایک حصہ جذبات کے دبانے اور ان کے بخار بنکر آنکھوں کے رستہ ٹپک پڑنے کو روکنے کی کوشش میں صرف کرتا ہے۔ لیکن اگر کوئی اور شخص آ کر اس سے بات چھیڑ دیتا ہے تو چونکہ اسے اپنی توجہ کا ایک حصہ اس شخص کی طرف بھی لگانا پڑتا ہے۔ اس لئے اس کا اپنی طبیعت پر سے قابو جاتا رہتا ہے اور جونہی وہ اس کا جواب دینے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کی

آنکھوں سے آنسو

ٹپک پڑتے ہیں۔ اسوقت میں نے اپنی حالت کو ایسا ہی پایا۔ میں سمجھا اگر میں ان کے سوال کا جواب دینے لگا۔ تو اس کے ساتھ ہی مجھے اسوقت اپنے نفس پر جو قابو ہے۔ وہ جاتا رہے گا۔ اور جن جذبات کو میں نے روکا ہوا ہے وہ اُبل پڑینگے۔ اور آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑینگے۔ یہ خیال کر کے میں نے ان کے سوال کا جواب دینے سے قبل چاہا۔ کہ میں اپنے جذبات کو اس قدر دبا لوں اور ان پر اتنا قابو پا لوں کہ بغیر آنسوؤں کے ٹپکنے کے ان کو جواب دے سکوں۔ میں اسی کوشش میں تھا کہ میں نے دیکھا

ایک تیسرا شخص

ہمارے درمیان آ گیا اور اس نے بہت جلدی میری حالت کا اندازہ کر کے خان صاحب منشی فرزند علی صاحب کے کان میں کہنا شروع کیا کہ ان کی آنکھوں میں پانی ہے۔ مجھے اس شخص کی یہ بات بہت بری معلوم ہوئی۔ کیونکہ اس قسم کی حالت بھی

ایک راز

ہوتا ہے۔ اور مجھے یہ گراں گذرا۔ کہ اس نے اس راز کو کیوں ظاہر کر دیا۔ پھر میں نے خان صاحب منشی فرزند علی صاحب کو جواب دینا شروع کیا۔ میں نے انہیں کہا

میرے افکار کا باعث

یہ ہے کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک رؤیا دیکھی ہے۔ اسوقت یوں معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک پرانی رؤیا ہے۔ جو ایک کاپی میں آج تک پوشیدہ تھی۔ اور اسوقت میں نے دیکھی ہے۔ میں نے انہیں کہا کہ اس رؤیا کا میرے قلب پر اثر ہے۔ جونہی کہ میں یہ بات ان سے کہتا ہوں اور وہ رؤیا بیان کرتا ہوں۔ اس

رؤیا کے واقعات

ظاہری طور پر آنکھوں کے سامنے سے اس طرح گذرتے جاتے ہیں۔ جس طرح سینما میں تصاویر حرکت کرتی ہیں۔ بعینہٖ اسی طرح وہ سارا نظارہ جو رؤیا میں بیان ہوا۔ آنکھوں کے سامنے گذرتا ہے۔ اور اگرچہ میں نے وہ رؤیا کسی کاغذ یا کاپی پر لکھی ہوئی دیکھی تھی۔ لیکن جب میں اسے بیان کرتا ہوں۔ تو بعینہٖ وہی نقشہ آنکھوں کے سامنے سے گذرتا جاتا ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رؤیا میں بیان کیا میں دیکھتا ہوں

کچھ لوگ

ہیں جماعت کے جو گروہ در گروہ کھڑے ہیں۔ چند یہاں ہیں چند وہاں ہیں۔ چند پرے ہیں۔ چند اس سے پرے ہیں۔ اور آپس میں متفرق باتوں میں مشغول ہیں۔ کوئی کسی قسم کی باتوں میں لگا ہے۔ اور کوئی کسی قسم کی باتوں میں۔ اتنے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسجگہ تشریف لے آئے۔ اور آپ ان لوگوں سے کہتے ہیں۔ تم کن باتوں میں لگے ہو۔ کیا چھوٹی چھوٹی باتوں میں مشغول ہو۔ کیسے چھوٹے چھوٹے اختلافات میں پڑے ہو۔ تم نہیں دیکھتے

دین کی کیا حالت ہے

اور دین کتنے بڑے خطرے میں ہے۔ اس خطرہ کو دیکھتے ہوئے تم کس طرح ایسی باتوں میں مشغول ہو۔

وہ لوگ جو

گروہ در گروہ

کھڑے ہیں۔ ان کا آپس میں کوئی اس قسم کا اختلاف نہیں معلوم ہوتا۔ جس طرح کا اختلاف مبائعین اور غیر مبائعین میں ہے۔ بلکہ وہ سب مبائعین ہیں۔ ان کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس طرف متوجہ کرتے ہیں۔ کہ تم کیسی چھوٹی چھوٹی باتوں میں جھگڑ رہے ہو۔ اور اختلاف کر رہے ہو کیا تمہیں دین کی حالت کا احساس نہیں کہ وہ کس قدر خطرناک حالت میں ہے یہ کہتے کہتے جس طرح کوئی گھبرا جاتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان لوگوں کو دیکھ دیکھ کر متوجہ کرتے اور فرماتے ہیں۔ تم کن باتوں میں مشغول ہو۔ کیا دیکھتے نہیں دین کی کیا حالت ہے۔ کیا اسی طرح اسلام ساری دنیا میں پھیلیگا اور اسی طرح خدا کی تقدیس دنیا میں قائم ہو گی۔ اسوقت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حالت

یوں معلوم ہوتی ہے۔ جیسے کسی ایسی ماں کی حالت ہو۔ جس کا بچہ بھوک اور پیاس سے تڑپ رہا ہو۔ جیسے

حضرت ہاجرہ رضی

کی اس وقت کی کیفیت دل میں آسکتی ہے۔ جبکہ انہیں ایک چھوٹے سے بچے کے ساتھ بے آب وگیاہ جنگل میں اکیلا چھوڑ دیا گیا تھا اور جب بچہ پیاس کیوجہ سے تڑپنے لگا تھا۔ بعینہٖ یہی کیفیت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر آتی ہے۔ آپ کبھی ادہر دوڑے جاتے ہیں۔ کبھی ادہر۔ کبھی ایک جماعت کو دہکے دیکر جگاتے ہیں کبھی دوسری کو۔ کبھی تیسری کی طرف جاتے ہیں۔ اور کبھی چوتھی کی طرف۔ کہ تم کن باتوں میں پڑے ہو۔ دین کی حالت دیکھو۔ آخر جیسے کوئی شخص تھک جاتا ہے۔ آپ یہ سوچتے ہوئے۔ کہ اب میں کیا طریق اختیار کروں۔ کہ یہ لوگ اشاعت اسلام کی طرف متوجہ ہوں ایک طرف کھڑے ہو گئے۔ اس وقت آپ پر یہ وحی نازل ہو۔

وسع مکانک

تو اپنے مکان کو وسیع کر۔ کیونکہ اب لوگ جوق در جوق اس سلسلہ میں داخل ہونگے۔ اور گروہ در گروہ تیرے پاس آئینگے ؂

اُس وقت میں سمجھتا ہوں۔ یہ وہ نظارہ ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس زمانہ کے متعلق دیکھا اور جب میں یہ دیکھتا ہوں تو اپنے جذبات کو بہت روکتا ہوں کہ ظاہر نہ ہوں۔ مگر اس سارے نظارہ کا مجھ پر اس قدر اثر ہوتا ہے کہ آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ اور

آنسوؤں کا تار

بندھ گیا۔ میں کچھ بیان کر کے ٹھہر جاتا ہوں۔ اور رقت سے آگے نہیں بیان کر سکتا۔ پھر خان صاحب کہتے ہیں۔ آگے۔ اور پھر میں کچھ بیان کر کے رک جاتا ہوں۔ اسوقت میں نے دیکھا۔ ان کے قلب بھی اثر ہوا اور ان کی آنکھوں سے بھی آنسو رواں ہو گئے اور ناک سے پانی بہنے لگا ؂

میں ان کو یہ نظارہ سناتا ہوں اور بتاتا ہوں دیکھو جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کوشش کی۔ اور اس کا خاطر خواہ نتیجہ نہ دیکھا۔ اور جب انسانی کوششیں کام نہ کر سکیں تو خدا نے یہ وعدہ دیا کہ وسع مکانک۔ ہم خود انتظام کرینگے کہ لوگ کثرت سے تمہارے پاس آئیں۔ اس لئے اپنے مکان کو وسیع کرو۔ میری اس وقت رقت کی حالت تھی کہ

آنکھ کھل گئی

اس کے متعلق میں نے سمجھا کہ اس رویا میں تین باتوں کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ اور ایک نہایت لطیف پیرایہ میں یہ بتایا گیا ہے کہ جماعت میں اختلافات کیونکر پیدا ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمانا کہ تم چھوٹی چھوٹی باتوں میں پڑے ہو بڑی بات یعنی اسلام کی طرف نہیں دیکھتے۔ کہ اس کی کیا حالت ہے یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اختلافات تب ہی پیدا ہوتے ہیں۔ جب انسان یہ خیال کر لیتا ہے کہ اب میں امن میں ہو گیا ہوں۔ ورنہ جب تک کسی انسان کے سامنے کوئی بڑا مقصد ہو جسے اس نے حاصل کرنا ہو۔ اور وہ اپنے ارد گرد خطرات کو دیکھتا ہو۔ اس وقت آپس میں لڑائی جھگڑا پیدا نہیں کرتا۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر اسی وقت لڑتا ہے۔ جب وہ سمجھتا ہے کہ اب میں امن میں ہوں۔ اور اپنا کام کر چکا ہوں۔ دیکھو

مجلس وعظ

میں بیٹھے ہوئے اگر ایک کا پاؤں دوسرے پر جا پڑے یا ایک کی کہنی دوسرے کو لگ جائے۔ تو چلا اُٹھتا ہے کہ دیکھتا نہیں۔ لیکن اگر کسی گھر میں آگ لگی ہو۔ اور پچاس ساٹھ آدمی اس کے اندر ہوں۔ جن کے باہر نکلنے کے لئے ایک ہی دروازہ ہو۔ تو اسوقت کئی ایک کو دہکے بھی لگیں گے۔ چوٹیں بھی آئینگی۔ مگر کوئی شکایت کرنے نہیں بیٹھ جائیگا۔ اس لئے کہ وہاں

بڑا خطرہ

سامنے ہے۔ جو سب پر حملہ کر رہا ہے۔ اور انہیں یہ احساس ہے کہ ہم بڑی تکلیف میں پڑ جائینگے۔ اس وجہ سے وہ اسوقت چھوٹی تکلیفوں کی طرف توجہ نہیں کرتے ؂

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس حالت نے بتایا کہ چھوٹے چھوٹے اختلافات اور

جھگڑوں کا باعث

یہی ہوتا ہے کہ یہ مقصد وحید کہ ہم نے ساری دنیا کو فتح کرنا، ہمارے سامنے نہیں رہتا۔ اور یہ بات ذہن سے اُتر جاتی ہے کہ ساری دُنیا ہماری دشمن ہے۔ اگر یہ مقصد سامنے رہتا کہ ساری دنیا کو ہم نے فتح کرنا ہے۔ اور اگر یہ بات ذہن سے نہ اُتر جاتی کہ

ساری دُنیا ہماری دشمن ہے

تو کبھی ہم میں سے کوئی شخص آپس میں نہ لڑتا نہ جھگڑتا۔ کیا وہ لوگ جو کشتی میں بیٹھے یہ دیکھ رہے ہوں کہ کشتی غرق ہو رہی ہے۔ کبھی اس بات کے لئے لڑتے ہیں کہ یہ میرے بیٹھنے کی جگہ ہے اور وہ تمہارے بیٹھنے کی۔ کیوں؟ اس لئے کہ وہ جانتے ہیں۔ اگر ہم اس بحث میں پڑے رہے تو نہ جگہ رہے گی۔ اور نہ کشتی۔ اسوقت ان کے سامنے ایک ہی بات ہوتی ہے۔ اور وہ یہ کہ کشتی کو غرق ہونے سے بچایا جائے۔ خواہ کوئی کہیں بیٹھ جائے۔ پس ہمیشہ اختلاف کا موجب یہ ہوتا ہے کہ وہ چیز سامنے سے جاتی رہتی۔ اور وہ مقصد بھول جاتا ہے۔ جس کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔ اگر ہم میں سے

ہر ایک شخص

اس بات کو مدنظر رکھے۔ کہ خدا نے ہمیں اس لئے کھڑا کیا ہے کہ ہم ساری دنیا کو فتح کریں۔ تو ہم میں کبھی کوئی لڑائی جھگڑا فساد اور اختلاف نہ ہو۔ کیونکہ بڑی چیز کے مقابلہ میں چھوٹی چیز کی پرواہ نہیں کی جاتی۔ کیا جان بچانے کے لئے انسان اپنا ہاتھ نہیں کٹوا دیتا یا ناک نہیں کٹوا دیتا یا کان نہیں کٹوا دیتا یا آنکھ نہیں نکلوا دیتا۔ کیوں؟ اس لئے کہ جان کسی عضو کے مقابلہ میں بڑی چیز ہے۔ اسی طرح دیکھو عورت کو اولاد سے کتنی محبت ہوتی ہے۔ لیکن وہ عورت جس کے رحم میں بیماری پیدا ہو جائے۔ اور یہ ڈر ہو کہ اگر بچہ پیدا ہوا۔ تو مر جائیگی۔ وہ رحم ہی نکلوا دیتی ہے۔ اور اس طرح قطعی اور یقینی طور پر فیصلہ کر لیتی ہے کہ میں آئندہ اولاد سے محروم ہوں۔ پس بڑی چیز کو بچانے کے لئے چھوٹی چیز کا نقصان گوارا کیا جاتا ہے۔ اگر بڑا مقصد سامنے ہو۔ اگر یہ بات مدنظر ہو کہ

ساری دنیا کو فتح کرنا

ہے۔ اگر یہ بات آنکھوں کے آگے ہو۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کو ساری دُنیا میں پھیلانا ہے تو پھر کس طرح معمولی باتوں پر لڑائی جھگڑا اختلاف اور انشقاق پیدا ہو سکتا ہے وہ لوگ جو جماعت میں فتنہ کا موجب بنتے۔ اور آپس میں لڑتے جھگڑتے ہیں۔ وہ وہی ہوتے ہیں۔ جن کے سامنے سے یہ مقصد جاتا رہتا ہے۔ وہ دین کی خطرناک حالت نہیں دیکھتے۔ اور اپنے چھوٹے چھوٹے فوائد کو دیکھتے ہیں۔ وہ اسلام کو دُنیا میں پھیلانے کی کوشش نہیں کرتے اور اپنے ذاتی اغراض کے حصول میں لگ جاتے ہیں ؂

تو اس رُویا میں

تین باتیں

بیان ہوئی ہیں۔ ایک یہ کہ ہمیں تبلیغ کی طرف خاص توجہ کرنی چاہیئے۔ دوم یہ کہ تبلیغ میں ہم اس وقت کامیاب نہیں ہو سکتے۔ جب تک تربیت نہ کریں۔ سوم اپنے مقصد کو سامنے سے ہٹا دینا موجب ہے ان اختلافات کا۔ جو بعض دوستوں میں پیدا ہو جاتے ہیں۔ یہ تین باتیں تو ہمارے متعلق ہیں۔ لیکن ایک چوتھی بات یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی درد بھری دعائیں درجہ قبولیت کو پہنچ گئیں اور خدا تعالیٰ اپنے فضل سے ایسے سامان کریگا کہ یہ سلسلہ وسیع ہو گا اور نئے سرے سے اسی طرح توسیع مکان کی ضرورت پیش آئیگی۔ جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت پیش آئی تھی ؂

مجھ پر اس رویا کا اتنا اثر ہوا۔ کہ میں خواب میں ہی سوچتا ہوں کہ جب خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ کیا ہے۔ کہ جماعت بڑھیگی۔ اور باوجود اس کے کہ جماعت میں غفلت اور سستی پائی جاتی۔ ہم کئی لوگ لڑائی جھگڑوں میں پڑے ہیں۔ فرماتا ہے کہ مکان وسیع کرو۔ تو اب رویا کو پورا کرنے کے لئے کس طرح مکان کو وسیع کیا جائے۔ خواب میں ہی میں خیال کر رہا ہوں۔ میں نے تو کبھی مکان نہیں بنوایا۔ اب کس طرح وسعت کراؤں گا۔

پس یہ

وہی وعدہ

ہے۔ کہ جماعت بڑھیگی۔ اور یہ پورا ہو کر رہیگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو متواتر وسع مکانک کا الہام ہوتا رہا اور نبیوں کے الہام بعض دفعہ دَوری ہوتے ہیں۔ یعنی ایک زمانہ آتا ہے۔ جبکہ وہ پورے ہوتے ہیں۔ پھر درمیان میں وقفہ پڑ جاتا ہے۔ پھر ان کے پورے ہونے کا وقت آجاتا ہے۔ گویا وہ ایک ہی دفعہ پورے ہو کر ختم نہیں ہو جاتے۔ بلکہ بار بار پورے ہوتے رہتے ہیں۔ وجہ یہ کہ انسان کی زندگی تو اس کے سانس تک ہوتی ہے۔ لیکن

نبیوں کی زندگی

ان کے سانس تک نہیں ہوتی۔ بلکہ ان کی قوم کے سانس تک ہوتی ہے۔ اس لئے متواتر ان کے الہام پورے ہوتے رہتے ہیں۔

چونکہ یہ رویا ہماری جماعت کی اصلاح اور درستی سے تعلق رکھتی ہے۔ اس لئے میں نے اس کا بیان کرنا ضروری سمجھا۔ امید ہے کہ دوست اس مقصد کو مدنظر رکھینگے۔ جو اس سلسلہ کے قیام میں خدا تعالےٰ نے ہمارے لئے تجویز کیا ہے۔

میں کسی قسم کا احسان جتانے کے طور پر نہیں اپنی کسی بڑائی کے اظہار کے لئے نہیں۔ فخر کے طور پر نہیں۔ بلکہ

امر واقعہ

کے طور پر اور مجبوری سے کہتا ہوں۔ کہ تم اپنے نفسوں میں غور کر کے دیکھو۔ آپ لوگوں کی دینی خدمات ذاتی طور پر مجھے کیا نفع دیتی ہیں۔ آخر اتنا تو سوچو کہ میں جو تمہیں خدمت دین کے لئے نصیحت کرتا۔ اور اس کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ تو اس میں میرا ذاتی کیا نفع ہے۔ جسمانی لحاظ سے جن آراموں کی آپ لوگوں کو ضرورت ہے مجھے بھی ہے جسمانی لحاظ سے جو چیزیں آپ لوگوں کو لذیذ اور تسکین دہ معلوم ہوتی ہیں۔ وہ مجھے بھی لذیذ اور تسکین دہ معلوم ہوتی ہیں۔ پھر کونسے

ذاتی نفع

کا خیال ہے۔ جو مجھے مجبور کرتا ہے۔ کہ میں آپ لوگوں کو اس امر کی طرف توجہ دلاؤں۔ اگر اس میں میرا ذاتی نفع ہے۔ تو جو کام میں کہتا ہوں۔ اسے کرنے سے قبل سوچ لو۔ کہ اسے کیوں نفع پہنچا ئیں لیکن اگر اس میں میرا کوئی ذاتی نفع نہیں۔ اور اگر غور کرو۔ تو معلوم ہو جائیگا۔ کہ فی الواقع میرا کوئی ذاتی نفع نہیں۔ تو وہ بات میں آپ ہی کے فائدہ کے لئے آپ لوگوں سے کہتا ہوں۔ اور وہ کام جس کی طرف توجہ کرنا آپ کا اپنا فرض تھا۔ اس کی طرف توجہ دلانا میرا فرض نہ تھا۔ سوائے اتنے فرض کے جتنا آپ لوگوں کا بھی ہے۔ یعنی بحیثیت خدا تعالےٰ کا بندہ ہونے کے۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ آپ لوگ بار بار توجہ دلانے کے باوجود

زندگی میں تغیر

نہیں پیدا کرتے اور اشاعت سلسلہ اور قیام سلسلہ کی طرف توجہ نہیں کرتے۔

مثل مشہور ہے۔ کہتے ہیں۔ کوئی

پہاڑی آدمی

تھا۔ جو سخت گرمی کے دنوں میں دھوپ میں بیٹھا تھا کسی شخص نے اسے کہا۔ دیکھو تمہارے قریب درخت ہے۔ اس کے سائے تلے بیٹھ جاؤ۔ آگے سے جواب میں اس نے کہا میں سائے میں بیٹھنے کے لئے تیار تو ہوں۔ مگر یہ بتاؤ۔ دو گے کیا۔ لوگ اس لطیفہ کو بیان کرتے ہوئے ہنستے ہیں۔ اور حیران ہوتے ہیں۔ کہ کیا واقعہ میں ایسے بیوقوف بھی دنیا میں ہو سکتے ہیں۔ کہ جنہیں ان کے فائدہ کی بات بتائی جائے تو وہ کہیں اس کے کرنے پر

کیا دو گے

مگر میں کہتا ہوں کہ آپ لوگ اپنے نفسوں پر غور کر کے دیکھیں۔ کیا یہی حالت دوسرے رنگ میں آپ کے اندر نہیں پائی جاتی۔ کیا ایسی باتیں آپ لوگوں کی جسمانی۔ روحانی اور قومی ترقی کا موجب نہیں ہیں۔ جو آپ لوگوں کو بتائی جاتی ہیں۔ پھر کیوں ان کی طرف توجہ نہیں کی جاتی۔ کیا آپ لوگوں کی مثال اس پہاڑی آدمی کی سی نہیں۔ جو دھوپ میں بیٹھا جل بھن رہا تھا۔ اور جیسے کہا گیا۔ کہ سائے میں بیٹھ جاؤ۔ تو اس نے کہا تھا۔ کیوں بیٹھوں۔ کیا ملیگا۔ اسے یہی ملنا تھا کہ اس کی تکلیف دور ہو جاتی۔ اسی طرح تم لوگوں کو یہ ملیگا۔ کہ تمہارے قلوب کی اصلاح ہوگی۔ تم

خدا تعالےٰ کے فضلوں کے وارث

بن جاؤ گے۔ پس اس میں کہنے والے کا تو کوئی ذاتی فائدہ نہیں۔ تمہارا ہی فائدہ ہے تم اپنی حالتوں پر غور کرو۔ ہر قسم کے فتنہ و فساد کو چھوڑ کر اپنے نفوس کی اصلاح کے ساتھ ساتھ بنی نوع انسان کی اصلاح کی طرف بھی متوجہ ہو جاؤ۔ یہ بہت بڑا کام اور بہت بڑا مقصد ہے۔ جو تمہارے سامنے ہے۔ اور تمہاری مثال اس بچہ کی سی ہے۔ جو سرکنڈے کی شاخ اٹھا کر کہتا ہے۔ یہ نیزہ ہے اور فخر کے ساتھ کہتا ہے۔ میں اس سے دنیا کو فتح کرونگا۔ ہم بھی دنیا کی فتح کے لئے نکلے ہیں۔ مگر ہماری کمزوری اس بچہ کی کمزوری سے بھی زیادہ بڑھی ہوئی ہے۔ ہماری تلواریں اس سرکنڈے سے بھی زیادہ کند ہیں۔ اور ہماری حالت اس بچہ سے بھی زیادہ غیر مامون ہے۔ اس لئے کہ بچہ

اپنی حالت میں ایک

ہے۔ اور ایک میں شقاق نہیں ہوتا۔ مگر ہم باوجود کمزور ہونے کے کئی ہیں۔ اور کئی میں اختلاف اور شقاق پیدا ہو جاتا ہے۔ اور جب کسی جماعت میں اختلاف اور انشقاق پیدا ہو جائے۔ تو اس میں ایک آدمی جتنی طاقت بھی نہیں رہتی۔ دیکھو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک تھے۔ اور آپ نے ساری دنیا کو فتح کر لیا۔ مگر مسلمان آج کروڑوں ہیں۔ اور کچھ نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ان میں اختلاف ہے۔ تو ہمارا ضعف بہت بڑھا ہوا ہے۔ ان حالات میں ہمارا اپنے اصلی مقصد کو بھلا دینا اور اپنی توجہ کو مختلف باتوں میں بانٹ دینا اس قدر مہلک اور خطرناک ہے۔ کہ اس سے زیادہ اور کوئی چیز خطرناک نہیں ہو سکتی پس اے عزیزو! اور اے دوستو! اس فکر اس قربانی اور اس

گداز کر دینے والی محبت

کو یاد کرتے ہوئے جس کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہماری پرورش کی ہے۔ اس کام کی طرف توجہ کرو۔ جس کام کے لئے خدا تعالےٰ نے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے۔ اور اپنے مقصد کو ایک منٹ کے لئے بھی مت بھلاؤ۔ تاکہ خدا تعالےٰ کی نصرت تمہارے لئے اس رنگ میں ظاہر ہو۔ کہ دنیا کے لوگ جو اپنے آپ کو بہت بڑا اور بہت طاقتور سمجھتے۔ اور خیال کرتے ہیں کہ وہ اپنی طاقت اور قوت کے ذریعہ ہمیں تباہ کر دینگے۔ دیکھتے کے دیکھتے رہ جائیں اور وہ دن آجائے کہ اسلام کی سیاست۔ اسلام کا تمدن اسلام کی صداقت دنیا میں قائم ہو جائے۔ اور اکناف عالم میں وہ تعلیم جسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پھیلانا چاہتے تھے۔ پھیل جائے میں سمجھتا ہوں۔ مجھے

اس سے زیادہ

کہنے کی ضرورت نہیں۔ مجھے یقین ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے اسلام کو کامیاب کریگا۔ ہاں اگر فکر ہے۔ تو یہ کہ کامیابی ہمارے ہاتھ سے ہوگی۔ یا ہم سے بعد میں آنے والوں کے ہاتھ سے۔ ہمیں اطمینان اور خوشی اسی وقت ہو سکتی ہے۔ جبکہ ہم بھی اس برکت میں حصہ دار ہوں۔ اگر حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس لئے سوال کیا تھا۔ کہ اطمینان قلب حاصل ہو۔ تو ہم کون ہیں۔ جو اس سے لاپرواہ ہوں۔ اگر حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ کہا تھا۔ کہ میں خدا کی

طاقت تو بیمپایان لاتا ہوں۔ مگران کا مشاہدہ کرنا چاہتا ہوں۔ تاکہ مجھے فائدہ پہنچے۔ تو ہم کون ہیں۔ جنہیں اس بات کی ضرورت نہ ہو۔ پس اس میں شک نہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم دنیا میں پھیلیگی۔ حضرت مسیح موعودؑ کو ماننے والے ساری دنیا میں پھیل جائینگے۔ قرآن کریم کی تعلیم پھیل جائیگی۔ لیکن اگر ہمارے ذریعہ نہ پھیلی۔ تو ہمیں کیا فائدہ اسے خودغرضی نہیں کہا جا سکتا۔ خودغرضی اس وقت ہوتی ہے۔ جب دوسروں کو اس فائدہ سے محروم کرنے کی کوشش کی جائے۔ مگر اس میں یہ بات نہیں ہے۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں۔

دینی اور روحانی ترقیات

غیر محدود ہیں۔ اگر ہم سے پہلے لوگوں کی دینی ترقیات نے ہمیں ان کے حاصل کرنے سے محروم نہیں کر دیا۔ تو جو لوگ ہمارے بعد آئینگے۔ انہیں ہم محروم نہیں کر دیں گے۔ ان کے لئے بھی ترقیات کا میدان کھلا ہوگا۔ ہم جو کچھ کہتے ہیں وہ اپنے حق کا مطالبہ ہے۔ اور اس حق کا جو کسی کے لئے چھوڑا نہیں جا سکتا۔ باوجود اس کے کہ ہم آئندہ نسلوں کے خیرخواہ ہیں۔ اور ان کے لئے دعاگو ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ انہیں بڑی بڑی ترقیات عطا کرے۔ اپنا یہ حق نہیں چھوڑنا چاہتے۔ کہ ہمارے ذریعہ دین کی خدمت ہو۔ کیونکہ اس حق کا چھوڑنا موت سے بدتر ہے۔ اور اس کی خاطر جان دیدینا آسان ہے۔ پس ہمیں اس پر خوشی نہیں۔ کہ اسلام ساری دنیا میں پھیل جائیگا۔ جیسا کہ بعض لوگ کہتے ہیں۔ جب اسلام کی ترقی کی پیشگوئیاں ہیں۔ تو ہمیں کیا فکر ہے۔ بلکہ میں کہتا ہوں۔ اگر ہمارے ہاتھوں اسلام کی اشاعت اور ترقی نہ ہوئی۔ تو پھر ہمیں کیا۔ کیا وہ لوگ جو دوزخ میں ڈالے جائینگے۔ اس بات پر خوش ہو جائیں گے۔ کہ خدا نے لاکھوں کروڑوں انسانوں کو جنت میں داخل کر دیا۔ اور ان پر اپنی نعمتیں نازل کی ہیں۔ اگر کسی دوزخی کے لئے یہ خیال

خوشی کا باعث

نہیں ہو سکتا۔ کہ دوسرے لوگ جنت میں داخل ہو گئے۔ تو آپ لوگ کس طرح اس بات پر خوش ہو سکتے ہیں۔ کہ کسی اور قوم کے ذریعہ اسلام کو ترقی حاصل ہو جائیگی۔ جس چیز کی ہمیں ضرورت ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ

اسلام ہمارے ذریعہ بڑھے

اور اس طرح بڑھے کہ آنے والے سمجھیں۔ ہم نے بھی اس کے لئے کچھ کوشش اور قربانی کی ہے۔ ورنہ یوں تو اسلام بڑھیگا۔ اور بڑھ رہا ہے۔ اب غیر احمدیوں کے ذریعہ بھی غیر مذاہب کے لوگ مسلمان ہوتے رہتے ہیں۔ مگر یہ ترقی ایسی نہیں کہ بعد میں آنے والے لوگ اس کی وجہ سے دعائیں دیں۔ اور سمجھیں کہ پہلوں نے اسلام کی اشاعت کے لئے بڑی کوشش اور سعی کی ہے۔ اب تو اسلام طبعی طور پر بڑھ رہا ہے۔ نہ کہ مسلمانوں کی کوششوں سے اور جس طرح کوئی ماں یہ احسان نہیں جتا سکتی۔ کہ میں نے بچہ کی پیٹ میں ۹ ماہ پرورش کی۔ کیونکہ یہ طبعی بات تھی۔ اور اس کے لئے ممکن ہی نہ تھا۔ کہ پرورش نہ کرتی۔ اسی طرح اسلام کی موجودہ ترقی بھی کسی کی زیر بار احسان نہیں ہے۔ پس بعض ترقیاں طبعی ہوتی ہیں۔ ان کو قربانی نہیں کہہ سکتے۔ ان سے بالا ترقیاں ہوتی ہیں۔ جو خاص قربانی اور ایثار کا نتیجہ ہوتی ہیں۔ اور جب تک ہم اس قسم کی قربانیاں نہ کریں۔ آئندہ نسلوں کی دعاؤں کے مستحق نہیں ہو سکتے۔ اور جب تک ہم اس طرح

سلسلہ کی اشاعت

نہ کریں۔ یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا۔

پس دوستوں کو اس طرف خاص توجہ کرنی چاہیئے۔ کہ موجودہ سال ہم اس مقصد کو اپنے سامنے رکھیں۔ اور ممکن ہے ایک سال اسے سامنے رکھنے کی کوشش سے یہ ہمیشہ ہمیش کے لئے ہمارے سامنے رہے۔ اس کے بعد میں

دعا

کرتا ہوں۔ کہ الٰہی ہماری کمزوری ہماری کم علمی پر نظر کرتے ہوئے آپ ہی ہمیں اپنے فضلوں کا وارث بنا۔ اور جس مذہب کی اشاعت کا حکم آپ نے دیا ہے۔ اس کے لئے ہم میں طاقت نہیں۔ اسے تو ہی وسیع کر۔ ہم لولے لنگڑے ہیں۔ ہم رینگ کر بھی منزل مقصود پر نہیں پہنچ سکتے۔ تو خود ہی اٹھا کر ہمیں اس مقام پر پہنچا دے۔ آمین

توسیع اشاعت الفضل

میں نے احباب سے عرض کیا تھا۔ کہ الفضل کے موجودہ خریدار اتنے نہیں کہ ان سے اخبار کا خرچ چل سکے۔ پس ہفتہ میں تین بار سے دو بار کر دینے کی نسبت شکوہ کرنے سے پہلے یہ فرض ادا کیا جائے کہ ہر خریدار الفضل ایک خریدار اور دے۔

۱۔ بابو محمد حسن صاحب اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر فتح گڈھ (یو۔ پی) نے تین خریدار تین تین ماہ کے دئے۔

۲۔ مرزا برکت علی صاحب سپروائزر آبادان ایسے علاقہ سے جہاں احمدی نہیں۔ تین خریدار دے چکے ہیں۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء صاحب موصوف نے ریویو اردو کو بھی تین خریدار دئے۔ خدا تعالیٰ آپ کی سرگرمیوں میں ترقی بخشے۔ (مینیجر)

خبریں

لنڈن ۱۰ جنوری۔ مشرقی علوم و ادب کے مشہور زمانہ ماہر علم پروفیسر گرنویل براؤن چونسٹھ سال کی عمر میں بمقام کیمبرج اس جہان بے خبری سے عالم حقیقت کی طرف رحلت فرما گئے۔ عربی۔ ترکی اور فارسی علم ادب میں آپ کی قابلیت مسلمہ تھی۔ "جدید فارسی" پر آپ کو تمام دنیا میں بہترین سند خیال کیا جاتا تھا۔ جدید ادب فارسی اور تاریخ ایران پر جو تصنیفات آپ نے بطور یادگار چھوڑی ہیں وہ ثبات

—— "ڈیلی میل" کا ایک پیغام مظہر ہے کہ شہزادہ کرول کو تخت رومانیہ سے بجبر دست بردار کرایا گیا ہے۔ برلن اور وائنا میں عجیب و غریب افواہیں پھیل رہی ہیں۔ کہا جاتا ہے عشق و عاشقی کے قصے محض بہانہ ہیں۔ جن کے پس پردہ ایک ایسی سازش موجود ہے جس کا مفاد یہ ہے کہ موجودہ حکومت کا تختہ الٹ دیا جائے۔ اس سازش میں شہزادہ مذکور اور افواج رومانیہ کے بعض فوجی افسر شریک ہیں۔

—— نیپلز ۹ جنوری۔ خبر موصول ہوئی ہے کہ آتش فشاں پہاڑ وسوویس جس کے اندر سے کچھ دنوں سے آوازیں آرہی تھیں پھٹ نکلا ہے۔ اور ابلتا ہوا لاوا نکل رہا ہے۔ اور تین سو میٹر لمبی اور ۵ اور پندرہ میٹر کے درمیان چوڑی لاوا کی ندی پہاڑ کے اندر سے بہ نکلی ہے۔

—— ماسکو۔ ۷ جنوری۔ پادری کردشتکی پر جو پادریوں کی ایک کونسل نے اس بنا پر مقدمہ چلانے کی منظوری دیدی ہے کہ اسے زار سے ہمدردی ہے۔ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ اس نے گرجا کی جائیداد بولشویکوں کے سپرد کرنے سے انکار کیا تھا۔

—— لاہور۔ ۹ جنوری۔ قانون مالگذاری اراضیات پنجاب جسے سر فضل حسین مجلس مقننہ کے آئندہ اجلاس میں پیش کرنے والے ہیں ایک نہایت اہم مسودہ قانون ہے اس کی رو سے یہ ہوگا کہ مالگذاری لگانے کی میعاد متعین کر دی جائے گی۔ جس کے اندر نئے سرے سے مالگذاری لگانے کا اختیار نہ ہوگا۔ اس مسودہ قانون کے پاس ہو جانے کے بعد موجودہ میعاد جو بیس اور تیس سال کے درمیان ہے۔ وہ چالیس سال ہو جائیگی۔ لیکن جن علاقوں کی ترقی نہروں کی آبپاشی کے ذریعہ جلد جلد ہو سکے گی۔ ان کے متعلق حکومت کو میعاد کے کم کر دینے کا اختیار حاصل ہوگا۔

—— کلکتہ ۹ جنوری۔ انڈین سائنس کانگریس کے ایک جلاس میں ڈاکٹر آر۔ رو صدر شعبہ طبی نے جذام کے علاج کا طریقہ ٹیکہ کے ذریعہ دکھایا۔ ممبران کانگریس کا بیان ہے کہ ڈاکٹر رو کے اس طریقہ علاج سے نہایت حیرت انگیز نتائج ظہور میں آئے ہیں۔ اس علاج سے جذام میں جو گرہیں پڑ جاتی ہیں۔ وہ رفع ہو جاتی ہیں۔ چہرہ کا ورم گھٹ جاتا ہے۔ جلد پر جو بے حس داغ پڑ جاتے ہیں وہ غائب ہو جاتے ہیں۔ اور گہرے زخم بھی چار پانچ ماہ کے اندر اچھے ہو جاتے ہیں۔

(اشتہارات)

قادیان میں سکنی اراضیات

قادیان کی نئی آبادی کے مختلف محلہ جات میں مختلف موقعوں پر قطعات اراضی

قابل فروخت موجود ہیں خواہشمند احباب خاکسار کے ساتھ خط و کتابت فرمائیں

خاکسار:- مرزا بشیر احمد - قادیان دارالامان ۱۲ جنوری ۲۶ء

کم خرچ بالانشین

اس ضرب المثل کے اصل مصداق ہمارے مشہور و معروف آہنی رہٹ (ہلٹ) ہیں جو چلنے میں نہایت ہلکے - پانی بافراط دیتے اور سالہا سال تک نہیں بگڑتے جس نے ایک دفعہ لگا لئے پھر چوبی رہٹ کا نام نہیں لیتا - علاوہ ازیں چارہ کرنے کی مشینیں آہنی خراس - رائس ہلر - خراد - واٹر پمپ - سیویاں اور بادام روغن کی مشینیں عمدہ اور بارعایت بھی ہم سے طلب کریں قیمتیں اور دیگر حالات لکھ کر ہم سے دریافت کریں -

ایم عبد الرشید اینڈ سنز جنرل سپلائرز احمدیہ بلڈنگ بٹالہ ضلع گورداسپور

لاولد عورتوں مردوں کو خوشخبری

طب قدیم کی قابل فخر و تازہ ایجاد

دوائے خوش کیف

اگر آپ کا کوئی عزیز یا ہمسایہ یا آپ خود لاولد ہیں یا آپ کی اہلیہ مرض عقر یعنی بانجھ پن میں مبتلا ہیں اور آئندہ کوئی امید قیام نسل کی نہیں ہے یا صرف ایک دو بچہ ہو کر یا لڑکیاں ہو کر سلسلہ تولید ختم ہو گیا ہے تو آج ہی اس دوا کو طلب کر کے فائدہ اٹھائیے گا جس کے ۱۲ یوم ۲ ماہ کے استعمال سے اگر ۷ ماہ کے اندر خوشی کے آثار نمایاں نہ ہوں تو کل قیمت مع عہ روپیہ خرچہ کے واپس کر لو - بطور حفظ ماتقدم حالت حمل میں بچہ کی حفاظت کرتے ہوئے درد زہ کی تکلیف نہیں ہوتی - نیز کثرت ایام ماہواری میں بے حد مفید ہے - (نوٹ) ۴۵ برس سے زیادہ عمر کی عورت کے لئے یہ دوا طلب کی جائے - قیمت سے؎ محصولڈاک ۶؍

اکسیر ذیابیطس جلد جلد پیشاب کا آنا پیاس کا زیادہ معلوم ہونا - پیشاب میں شکر یا چربی کا خارج ہونا گھٹنے سے پنڈلیوں میں درد ہونا - بدن کا تحلیل ہونا خشکی کا زیادہ رہنا وغیرہ اس دوا کے استعمال سے یہ شکایتیں دور ہو کر اصلاح ہو جاتی ہے اگر اس مرض عسر العلاج سے بچنا ہے تو اس دوا کا استعمال کیجئے - قیمت ۲؎ محصولڈاک ۶؍

پتہ:- ناظم مطب حکیم ظہیر الحسن ڈوری بازار متھرا

بعدالت مولوی محمد ابراہیم صاحب ایڈیشنل سب جج بہادر اونہ ضلع ہوشیارپور

۱۱۳

شنکر داس ولد گنگا رام ذات برہمن سکنہ چونکی خاص تھانہ بڑسر تحصیل ہمیرپور - مدعی

بنام

لعلو ولد سہاناں ذات گمہار سکنہ ستوتھر تھانہ تحصیل اونہ

دعویٰ مبلغ ۵۰؎ اصل معہ سود نوشت ماہی

اشتہار زیر آرڈر ۵ قاعدہ ۲۰ مجموعہ ضابطہ

مقدمہ مندرجہ عنوان میں مدعا علیہ کے نام کئی بار سمن جاری کئے گئے ہیں - مگر تعمیل سمن نہیں ہوئی درخواست و بیان حلفی مدعی سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ تعمیل سے عمداً گریز کرتا ہے - لہذا یہ اشتہار ہذا مشتہر کیا جاتا ہے - کہ اگر یکم فروری ۱۹۲۶ء کو مدعا علیہ عدالت ہذا میں اصالتاً یا وکالتاً یا کسی مختار کی وساطت سے حاضر ہو کر جوابدہی مقدمہ نہ کریگا - تو کارروائی یکطرفہ اس کے خلاف عمل میں لائی جاویگی -

بثبت دستخط ہمارے اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا ۲۸ ؍

مہر عدالت — دستخط حاکم

اعلان

میری عدم موجودگی میں میرے بعض رشتہ داروں نے میرے مکان کو جو محلہ دارالرحمت میں واقعہ ہے - اور میاں نظام الدین صاحب درزی کے مکان کے بالمقابل ہے - بغیر میری اجازت کے رہن یا بیع کرنے کی کوشش کی ہے لہذا اعلان کیا جاتا ہے کہ جو شخص میری تحریری اجازت کے بغیر اسے رہن یا بیع لیگا - وہ نقصان اٹھائے گا *

المشتہر:- ملک محمد حسین بیرسٹر ایٹ لاء نیروبی فریقہ حال قادیان